الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 12 — جمعۃ المبارک 17/جون 2005ء — 09/جمادی الاوّل 1426 ہجری قمری — 17/احسان 1384 ہجری شمسی — شمارہ 24

خلافت سے وابستہ رہو

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ (اس جرم میں) تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 22333)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اسلامی جنگوں میں اوّل سے آخر تک دفاعی رنگ مقصود ہے اور ہر قسم کی رعائتیں روا رکھی ہیں جو موسیٰؑ اور یشوع کی لڑائیوں میں نہیں ہیں

قرآن شریف کا احسان ہے تمام نبیوں پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ انہوں نے آکر ان سب کو اس الزام سے بری کر دکھایا

''اسلام کی بابت جب عیسائی لوگ کسی سے گفتگو کرتے ہیں تو اسلامی جنگوں پر کلام کرنے لگتے ہیں؛ حالانکہ خود اُن کے گھر میں یشوع اور موسیٰ کے جنگوں کی نظیریں موجود ہیں۔ اور جب وہ اسلامی جنگوں سے کہیں بڑھ کر مورد اعتراض ٹھہر جاتے ہیں کیونکہ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلامی جنگ بالکل دفاعی جنگ تھے اور ان میں وہ شدّت اور سخت گیری ہرگز نہ تھی جو موسیٰ اور یشوع کے جنگوں میں پائی جاتی ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ موسیٰ اور یشوع کی لڑائیاں عذاب الٰہی کے رنگ میں تھیں، تو ہم کہتے ہیں کہ اسلامی جنگوں کو کیوں عذاب الٰہی کی صورت میں تسلیم نہیں کرتے۔ موسوی جنگوں کو کیا ترجیح ہے۔ بلکہ ان اسلامی جنگوں میں تو موسوی لڑائیوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی رعایتیں دی گئی ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ چونکہ وہ لوگ نوامیس الٰہیہ سے ناواقف تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کے مقابلہ میں بہت بڑا رحم فرمایا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔

پھر اسلامی جنگوں میں موسوی جنگوں کے مقابلہ میں یہ بڑی خصوصیت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خادموں کو مکّہ والوں نے برابر تیرہ سال تک خطرناک ایذائیں اور تکلیفیں دیں اور طرح طرح کے دُکھ اُن ظالموں نے دیئے۔ چنانچہ ان میں سے کئی قتل کئے گئے اور بعض بُرے بُرے عذابوں سے مارے گئے۔ چنانچہ تاریخ پڑھنے والے پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ بیچاری عورتوں کو سخت شرمناک ایذاؤں کے ساتھ مار دیا۔ یہانتک کہ ایک عورت کو دو اونٹوں سے باندھ دیا اور پھر ان کو مختلف جہات میں دوڑا دیا اور اس بیچاری کو چیر ڈالا۔ اس قسم کی ایذا رسانیوں اور تکلیفوں کو برابر تیرہ سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی پاک جماعت نے بڑے صبر اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔ اس پر بھی انہوں نے اپنے ظلم کو نہ روکا اور آخر کار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ اور جب آپؐ نے خدا تعالیٰ سے اُن کی شرارت کی اطلاع پا کر مکّہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ پھر بھی انہوں نے تعاقب کیا اور آخر جب یہ لوگ پھر مدینہ پر چڑھائی کر کے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے حملہ کو روکنے کا حکم دیا، کیونکہ اب وہ وقت آگیا تھا کہ اہل مکّہ اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی پاداش میں عذاب الٰہی کا مزہ چکھیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے جو پہلے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئیں گے تو عذاب الٰہی سے ہلاک کئے جائیں گے، وہ پورا ہوا۔

خود قرآن شریف میں ان لڑائیوں کی یہ وجہ صاف لکھی ہے۔ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۔ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ ۔(الحج:40-41) یعنی ان لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی جن کے قتل کے لئے مخالفوں نے چڑھائی کی۔ (اس لئے اجازت دی گئی) کہ ان پر ظلم ہوا۔ اور خدا تعالیٰ مظلوم کی حمایت کرنے پر قادر ہے۔ یہ وہ مظلوم ہیں جو ناحق اپنے وطنوں سے نکالے گئے۔ ان کا گناہ بجز اس کے اور کوئی نہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ یہ وہ آیت ہے جس سے اسلامی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

پھر جس قدر رعائتیں اسلامی جنگوں میں دیکھو گے ممکن نہیں کہ موسوی یا یشوعی لڑائیوں میں اس کی نظیر مل سکے۔ موسوی لڑائیوں میں لاکھوں بے گناہ بچوں کا مارا جانا، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل، باغات اور درختوں کا جلا کر خاک سیاہ کر دینا، تورات سے ثابت ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوصفیکہ ان شریروں سے وہ سختیاں اور تکلیفیں دیکھی تھیں جو پہلے کسی نے نہ دیکھی تھیں۔ پھر ان دفاعی جنگوں میں بھی بچّوں کو قتل نہ کرنے، عورتوں اور بوڑھوں کو نہ مارنے، راہبوں سے تعلق نہ رکھنے اور کھیتوں اور ثمر دار درختوں کو نہ جلانے اور عبادتگاہوں کے مسمار نہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ اب مقابلہ کر کے دیکھ لو کہ کس کا پلّہ بھاری ہے۔

غرض یہ بیہودہ اعتراض ہیں۔ اگر انسان فطرت سلیمہ رکھتا ہو تو وہ مقابلہ کر کے خود حق پا سکتا ہے۔ کیا موسیٰؑ کے زمانہ میں اور خدا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی اور۔ اسرائیلی نبیوں کے زمانہ میں جیسے شریر اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں بھی حد سے نکل گئے تھے۔ پس اسی خدا نے جو رؤوف ورحیم بھی ہے پھر شریروں کے لئے اس میں غضب بھی ہے اُن کو ان جنگوں کے ذریعہ جو خود انہوں نے ہی پیدا کی تھیں، سزا دے دی۔ لوطؑ کی قوم سے کیا سلوک ہوا۔ نوحؑ کے مخالفوں کا کیا انجام ہوا۔ پھر مکّہ والوں کو اگر اس رنگ میں سزا دی، تو کیوں اعتراض کرتے ہو۔ کیا کوئی عذاب مخصوص ہے کہ طاعون ہی ہو یا پتھر برسائے جائیں۔ خدا جس طرح چاہے عذاب دے دے...... جب کوئی مذاہب سے الگ ہو کر دیکھے گا تو اسے صاف نظر آجائے گا کہ اسلامی جنگوں میں اوّل سے آخر تک دفاعی رنگ مقصود ہے اور ہر قسم کی رعایتیں روا رکھی ہیں جو موسیٰ اور یشوع کی لڑائیوں میں نہیں ہیں......۔

مجھے پادریوں کے سمجھانے اور اُن سے سمجھنے والوں پر سخت افسوس ہے کہ وہ اپنے گھر میں موسیٰؑ کی لڑائیوں پر تو غور نہیں کرتے اور اسلامی جنگوں پر اعتراض کرتے شروع کر دیتے ہیں اور سمجھنے والے اپنی سادہ لوحی سے اُسے مان لیتے ہیں۔ اگر غور کیا جاوے تو موسوی جنگوں کا اعتراض حضرت مسیحؑ پر بھی آتا ہے کیونکہ وہ توریت کو مانتے تھے اور حضرت موسیٰ کو خدا کا نبی تسلیم کرتے تھے۔ اگر وہ ان جنگوں اور ان بچوں اور عورتوں کے قتل پر راضی نہ تھے تو انہوں نے اُسے کیوں مانا۔ گو یا وہ لڑائیاں خود مسیح نے کیں اور بچوں اور عورتوں کو خود مسیح نے ہی قتل کیا۔

اور اصل یہ ہے کہ خود مسیح علیہ السلام کو لڑائیوں کا موقع ہی نہیں ملا ورنہ وہ کم نہ تھے۔ انہوں نے تو اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھا کہ کپڑے بیچ کر تلواریں خریدیں۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر قرآن شریف ہماری رہنمائی نہ کرتا تو ان نبیوں پر سے ایمان اٹھ جاتا۔ قرآن شریف کا احسان ہے تمام نبیوں پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ انہوں نے آکر ان سب کو اس الزام سے بری کر دکھایا۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 71-73 جدید ایڈیشن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وینکوور کینیڈا میں ورود مسعود۔ مشن ہاؤس میں والہانہ استقبال

سینکڑوں احباب جماعت نے اپنے پیارے امام سے انفرادی و فیملی ملاقات کا شرف حاصل کیا

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر)

4/جون بروز ہفتہ 2005

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کینیڈا کے سفر پر روانگی کے لئے ساڑھے تین بجے بعداز دوپہر لندن میں اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ اس موقع پر احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے مسجد بیت الفضل لندن میں موجود تھی۔ حضور انور نے تمام احباب کو اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ہیتھرو ایئرپورٹ لندن کے لئے روانہ ہوئے۔ ساڑھے چار بجے حضور انور ہیتھرو ایئرپورٹ پہنچے۔ حضور انور کی آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور امیگریشن کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ مکرم امیر صاحب یوکے اور دیگر جماعتی عہدیداران حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے حضور انور کے قافلہ کے ساتھ ایئرپورٹ پر آئے تھے۔

حضور انور نے ان سب احباب کو السلام علیکم کہا اور ایئرپورٹ کے اندر VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ یہاں کچھ دیر قیام کے بعد جہاز میں سوار ہوئے۔ ڈیوٹی پر متعیّن آفیسر حضور انور کو جہاز کے اندر تک چھوڑنے آئے۔ برٹش ایئرویز کی پرواز BA085 پانچ بجکر چالیس منٹ پر ہیتھرو ایئرپورٹ لندن سے کینیڈا کے وینکوور انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئی۔ نو گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد وینکوور کے مقامی وقت کے مطابق چھ بجکر چالیس منٹ پر (بعداز سہ پہر) جہاز وینکوور کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ وینکوور اور لندن کے وقت میں آٹھ گھنٹے کا فرق ہے۔ وینکوور کا وقت لندن سے آٹھ گھنٹے پیچھے ہے۔

جہاز کے دروازہ پر مکرم نسیم مہدی صاحب امیر و مبلغ انچارج کینیڈا، اور مکرم لطف الرحمٰن صاحب (جنہوں نے اپنے دونوں گھر حضور انور اور قافلہ کی رہائش کے لئے پیش کئے ہیں) نے حضور انور کا استقبال کیا۔ استقبال کرنے والوں میں ہربنس دھالیوال صاحب سابق وزیر مال کینیڈا بھی تھے جو خصوصی طور پر حضور انور کے استقبال کے لئے آئے تھے۔ ان کے علاوہ رائل کینیڈین ماؤنٹڈ پولیس (Royal Canadian Mounted Police) جو کینیڈا کی فیڈرل پولیس فورس ہے کے تین آفیسرز جو حکومت کینیڈا کی طرف سے حضور انور کی سیکیورٹی کی ڈیوٹی پر متعیّن تھے، ایئرپورٹ پر موجود تھے۔

ایئرپورٹ کے اندر امیگریشن ایریا میں ملک لال خان صاحب نائب امیر کینیڈا، چوہدری محمد اسلم شاد صاحب صدر جماعت وینکوور اور مرزا محمد افضل صاحب مبلغ سلسلہ وینکوور نے حضور انور کو خوش آمدید کہنے کی سعادت حاصل کی۔

حضور انور کو گورنمنٹ کے حکام کی طرف سے State Guest کا اعزاز دیا گیا۔ امیگریشن کے لئے ایک علیحدہ خصوصی ڈیسک قائم کیا گیا تھا۔ جس نے چند منٹ کے اندر تمام پاسپورٹس پر اپنی کارروائی مکمل کی۔ سیکورٹی کے حکام حضور انور کو ایئرپورٹ سے باہر گاڑی تک چھوڑنے آئے۔ بعد میں سارا سامان بھی ایئرپورٹ آفیسرز نے اپنی نگرانی میں ایئرپورٹ سے باہر پہنچایا۔

ایئرپورٹ سے حضور انور اپنی رہائشگاہ کے لئے روانہ ہوئے جو کہ ایئرپورٹ سے دس منٹ کی ڈرائیو پر ہے۔ جب حضور انور اپنی رہائشگاہ پہنچے تو وہاں موجود احباب نے حضور انور کا استقبال کیا اور بچوں نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ کچھ دیر آرام کے بعد حضور انور رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اپنی رہائشگاہ سے ملحق مکان کا معائنہ فرمایا جہاں قافلہ کے ممبران کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا اور جس کے عقبی لان میں شامیانہ لگا کر نماز فجر کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا ہے۔ حضور انور نے اس جگہ کا معائنہ بھی فرمایا۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ یہ شامیانہ قبلہ رُخ لگایا گیا ہے اور اس کے پچھلے حصہ میں خواتین کے لئے نماز ادا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضور انور سامنے کی گلی میں تشریف لائے اور اس علاقہ کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ اس دوران حضور انور کی موجودگی کے باعث ڈیوٹی پر موجود خدام اس سڑک سے گزرنے والی ٹریفک کو روک رہے تھے تو حضور انور نے فرمایا کہ ٹریفک کو نہ روکا جائے تا کہ لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

آٹھ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور احمدیہ مشن ہاؤس وینکوور کے لئے روانہ ہوئے۔ رہائشگاہ سے مشن ہاؤس کا فاصلہ 15 کلومیٹر ہے۔ وینکوور کا یہ مشن ہاؤس، وینکوور شہر کے علاقہ ڈیلٹا میں دریائے Fraser کے کنارے پر واقع ہے۔ جماعت نے یہ جگہ جو رقبہ کے لحاظ سے 3.74 ایکڑ ہے 1995ء میں خریدی تھی۔ مشن ہاؤس کے قریب ہی دریا پر ایک جدید طرز کا بہت لمبا اور بلند Fraser Bridge تعمیر کیا گیا ہے۔ اس پُل پر سے گزرتے ہوئے یہاں تعمیر ہونے والی مسجد کے مینارے دور سے نظر آئیں گے۔ نو بجے حضور انور مشن ہاؤس پہنچے۔ مشن ہاؤس اور اس کے اردگرد کے ایریا کو نمائشی جھنڈیوں اور خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا۔ جونہی حضور انور کی گاڑی مشن ہاؤس میں پہنچی تو حضور انور کی آمد کے منتظر احباب اور خواتین نے فرط محبت سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ ہر طرف خوشی و مسرّت اور ایک ولولہ اور جوش کا عالم تھا۔ اھلاً و سھلاً و مرحبا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

نیشنل مجلس عاملہ کینیڈا کے اُن ممبران نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا جو ٹورانٹو سے ساڑھے چار ہزار کلومیٹر کا سفر طے کر کے وینکوور پہنچے تھے۔ اس کے بعد جماعت وینکوور کی مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اس موقع پر بچوں کے ایک گروپ نے استقبالیہ نغمات پیش کئے۔ اس کے بعد حضور انور خواتین کے حصہ میں تشریف لے گئے۔ اس موقع پر بچیوں اور خواتین کا جوش بہت ہی ایمان افروز تھا۔ جہاں بچیاں استقبالیہ گیت گا رہی تھیں وہاں خواتین فرط محبت میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہی تھیں۔ دو بچیوں نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ حضور انور اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے خواتین کے سامنے سے گزرے۔ نعرے بلند کرنے کے ساتھ ساتھ خواتین نے حضور کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد حضور انور نے مشن ہاؤس کے مختلف دفاتر کا معائنہ فرمایا اور اس عمارت سے متعلق مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے اپنے دفتر میں تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے دفتری ملاقاتوں میں ہدایات سے نوازا۔

نو بجکر 20 منٹ پر حضور انور نے مسجد میں تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ مشن ہاؤس کے عقبی لان میں دو بڑے شامیانے نصب کر کے مردوں اور عورتوں کے لئے نمازوں کی ادائیگی کے لئے زائد جگہ تیار کی گئی تھی۔ رات کو یہ سارا علاقہ روشنی سے جگمگا رہا تھا۔

ساڑھے آٹھ سو کے قریب احباب و خواتین نے اپنے محبوب امام کا مشن ہاؤس میں استقبال کرنے اور حضور انور کی اقتداء میں مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کرنے کی سعادت پائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ کے لئے روانہ ہوئے اور دس بجے اپنی رہائشگاہ پر پہنچے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کینیڈا کی انتہائی مغربی جماعتوں کا یہ پہلا دورہ ہے۔ گزشتہ سال حضور انور نے ٹورانٹو اور اس کے اردگرد کی جماعتوں کا دورہ فرمایا تھا۔ امسال اس دورہ میں حضور انور نے کینیڈا کی مغربی جماعتیں بھی شامل فرمائی ہیں۔

وینکوور کا شہر ٹورانٹو شہر سے (جہاں جماعت کا مرکزی مشن ہاؤس اور مسجد بیت السلام ہے) ساڑھے چار ہزار کلومیٹر کے فاصلہ پر کینیڈا کے مغرب میں برٹش کولمبیا سٹیٹ میں بحرالکاہل کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ کینیڈا کا تیسرا بڑا شہر ہے اور یہ مغربی کینیڈا کا انمول ہیرا (Crown Jewel) کہلاتا ہے۔ برٹش کولمبیا سٹیٹ کی کل آبادی 4.1 ملین ہے جب کہ کینیڈا کی صرف اس ایک سٹیٹ (صوبہ) کا رقبہ پاکستان کے پورے ملک سے 795 1,40 مربع کلومیٹر زیادہ ہے جس سے اس صوبہ کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کینیڈا کا یہ خوبصورت صوبہ گھنے جنگلات سرسبز پہاڑوں، برف پوش چوٹیوں، گلیشیئرز، وسیع و عریض جھیلوں، قدرتی آبشاروں اور دریاؤں اور ندیوں پر مشتمل ہے۔

برٹش کولمبیا کے اس صوبہ میں قائم جماعت احمدیہ Vancouver بھی اُن خوش نصیب جماعتوں میں شامل ہو گئی ہے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ عظیم سعادت ان کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

5/جون بروز اتوار 2005ء

چار بجکر دس منٹ پر نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رہائشی حصہ کے عقبی لان میں نماز کے لئے لگائی گئی مارکی میں تشریف لا کر پڑھائی۔ وینکوور شہر کے مختلف علاقوں میں مقیم احباب جماعت مرد و خواتین، بچے اور بوڑھے نماز کی ادائیگی کے لئے پہنچے اور حضور انور کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پروگرام کے مطابق کل لمبے سفر کی وجہ سے آج صبح آرام کے لئے وقت رکھا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ وقت کے لئے سیر پر جانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس کے مطابق پروگرام ترتیب دیا گیا۔ حضور انور صبح دس بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور وینکوور شہر کی سیر کے لئے روانہ ہوئے۔

موسم ابر آلود تھا اور ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ سب سے پہلے قافلہ وینکوور کے ڈاؤن ٹاؤن (Down Town) میں واقع کینیڈا پلیس (Canada Place) رُکا۔ یہ ایک سمندری کھائی یا خلیج پر واقع ایک خوبصورت عمارت ہے جسے فاصلے سے دیکھیں تو ایک بہت بڑا بحری جہاز لگتی ہے جو سمندر کے ساحل پر لنگر ڈالے کھڑا ہو۔ حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے کینیڈا پلیس کے شمالی صحن پر ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا۔ ہلکی بارش کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ نے چھتری تلے چلنے کی بجائے اس خوشگوار ہلکی بارش میں ہی ساحل سمندر کی سیر جاری رکھی۔ اس دوران حضور انور نے اس عمارت کے دونوں جانب لنگر انداز دو بڑے بڑے تفریحی سمندری جہاز بھی دیکھے جن میں سے ہر ایک میں تین ہزار کے لگ بھگ سیّاح ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ بحری جہاز الاسکا جاتے ہوئے ایک دو دن کے لئے وینکوور کی بندرگاہ پر ٹھہرتے ہیں۔

اسی سیر کے دوران سمندر پر سے ٹیک آف کرنے والے اور سمندر پر لینڈنگ کرنے والے دو چھوٹے ہوائی جہاز بھی نظر آئے جو پہلے کشتی کی طرح سمندر میں تیر رہے تھے پھر ذرا تیز ہوئے اور فضا میں بلند ہو گئے۔

قریباً نصف گھنٹہ کی سیر کے بعد قافلہ کاروں میں آگے روانہ ہوا اور قریب ہی ایک جزیرہ نما پر واقع مشہور سٹینلے پارک (Stanley Park) میں پہنچا۔ اس دوران بارش تیز ہو گئی۔ اس لئے بغیر رُکے آہستہ آہستہ کاریں چلتی رہیں اور سیر کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ سڑک کے ایک طرف ساحل سمندر تھا جب کہ دوسری طرف گھنے جنگلات تھے۔ دور دور تک وینکوور کے نواحی پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں بادلوں اور دھند میں چھپی ہوئی تھیں اور بڑا خوبصورت منظر تھا۔

راستہ میں کچھ دیر ایک مقام پر رکنے کے بعد قافلہ آگے روانہ ہوا اور English Bay کے ساحل کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا یونیورسٹی آف برٹش کولمبیا (UBC) کے کیمپس میں سے گزرا۔ اس طرح دو اڑھائی گھنٹے سیر کے بعد

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود

مستشرقین کی حقیقت سے دُور آراء اور اخذ کردہ غلط نتائج

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد ۔ربوہ)

تیسری قسط

غزوہ بنوقریظہ

بنونضیر بے بس ہوکر مدینہ سے نکل گئے۔لیکن انہوں نے اپنی غداری اور سازش کی ناکامی سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ بلکہ ان کی مخالفت اور بغض کے ساتھ جوشِ انتقام کا عنصر بھی شامل ہوگیا۔اس قبیلے کے کچھ لوگ شام کی طرف نکل گئے اور کچھ خیبر کی یہودی آبادی میں رہنے لگے۔اور وہاں ان کے سرداروں نے نمایاں سیاسی مقام حاصل کرلیا۔قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سروں پر مسلمانوں کے خلاف بغض کا بھوت اس بری طرح سوار تھا کہ ان کی زندگیاں اس امر کے لئے وقف ہوگئی تھیں کہ وہ تمام عرب کو مسلمانوں کی قتل و غارت پر اکسائیں۔اس کام میں ان کے نمایاں رءوساء کنانہ بن ربیع، حییّ بن اَخطب اور سلام بن ابی الحقیق پیش پیش تھے۔سب سے پہلے تو انہوں نے قریشِ مکّہ سے رابطہ کر کے ان کو آمادہ کیا کہ وہ مدینہ پر حملہ کریں۔پھر وہ نجد کے علاقے میں گئے اور وہاں پر قبیلہ غطفان کے لوگوں کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ سب کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ کریں۔جب اتنے مضبوط گروہ مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو پھر اس رَو میں بنوسُلیم ،بنواَسد اور بنوسعد بھی آگئے اور ان کے ساتھ مل کر تہیہ کیا کہ وہ ایک بار مدینہ پر حملہ کر کے اسلام کو اور مسلمانوں کو مٹا دیں گے۔ان اتحادی قبائل کے ساتھ دوسرے چھوٹے قبائل بھی شامل ہوتے گئے۔ان سب نے مل کر اتنا بڑا لشکر جمع کیا ،جس کی مثال اس علاقے کی ،اس وقت تک کی معلوم تاریخ میں نہیں ملتی۔اب ان دنیاداروں کی نظر میں مسلمانوں کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔جب یہ لشکر مدینہ پہنچا تو مسلمان خندق کھود کر دفاع کے لئے تیار تھے لیکن ان کی تعداد مخالفین سے کئی گنا کم تھی۔مشرکین کے لشکر کی تعداد دس سے پندرہ ہزار بیان کی جاتی ہے جبکہ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد صرف تین ہزار تھی اور محاصرے کی وجہ سے مدینہ میں موجود مسلمان فاقوں پر آگئے تھے۔اس وقت تک مدینہ کے یہود میں سے بنوقینقاع اور بنونضیر تو مدینہ سے نکل چکے تھے لیکن بنوقریظہ ابھی مدینہ میں موجود تھے۔روایات میں آتا ہے کہ بنونضیر سے جنگ کے وقت بنوقریظہ کی طرف سے بھی عہدشکنی شروع ہوئی تھی اور وہ قلعہ بند ہوگئے تھے۔لیکن پھر سمجھانے پر انہوں نے جنگ کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔اور رسول اللہ ﷺ سے نئے سرے سے عہد کر لیا تھا۔آنحضرت ﷺ نے ان سے نہ صرف عفو کا سلوک فرمایا تھا بلکہ ان کی دلجوئی کے لئے ان پر احسانات بھی فرمائے تھے۔(صحیح بخاری کتاب المغازی،صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر)

لیکن اب مشرکین کو ان کی مدد کی ضرورت تھی۔ تاکہ جس طرف بنوقریظہ کی آبادی تھی اس طرف سے مدینہ میں داخل ہوکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوسکیں۔دوسری جانب خندق ان کے راستے میں حائل تھی۔ چنانچہ مشرکین نے بنونضیر کے سردار حُییّ بن اخطب کو، جو مشرکین کے لشکر میں شامل تھا، بنوقریظہ کے قلعے کی طرف بھجوایا تاکہ وہ بنوقریظہ کو ورغلا کر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اُکسائے۔جب یہ شخص ان کے پاس پہنچا تو بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے قلعے کا دروازہ بند کروادیا اور حییّ بن اخطب کو کہا کہ تو ایک منحوس شخص ہے میں تجھے اپنے مکان میں نہیں بلانا چاہتا۔اور میرا محمد (ﷺ) سے عہد ہوچکا ہے اور میں نے محمد (ﷺ) کو باوفا اور عہد کو پورا کرنے والا پایا ہے۔اس یہودی سردار کا یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ بنوقینقاع اور بنونضیر کے مدینہ سے اخراج کے بعد بھی، اس وقت کے یہود بھی آنحضرت ﷺ کو عہد کا پاس کرنے والا سمجھتے تھے اور یہود کے سرداروں کو قصوروار سمجھتے تھے۔

لیکن اس کے بعد حییّ بن اخطب نے اس کو جتلانا شروع کیا کہ علاقے کے سارے قبائل اپنے جنگجوؤں کو لے کر مسلمانوں کے مقابل پر نکل آئے ہیں اور تہیہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو ختم کئے بغیر نہیں لوٹیں گے۔وہ ان کو سبز باغ دکھاتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ اگر قریش واپس چلے گئے تو میں تمہارے ساتھ قلعہ میں آجاؤں گا۔یہ سب کچھ سن کر بنوقریظہ کے دل بدلنے لگے اور وہ مسلمانوں سے غداری کرنے اور ان کے خلاف جنگ کرنے پر تیار ہوگئے۔آخر ان کو یہ بھی نظر آرہا تھا کہ مسلمانوں کے مقابل کئی گنا لشکر ان کو ختم کرنے کا عہد کر کے آیا ہے اور انہیں فرضی فتح کے بعد بہت سے اموال ملنے کا لالچ بھی ہوگا۔جب اس امر کی اطلاع حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ نے بعض صحابہؓ کو بنوقریظہ کی طرف روانہ فرمایا تاکہ اس بات کی حقیقت معلوم کریں۔یہ موڑ مسلمانوں کے لئے بہت خطرناک تھا۔اس کا مطلب تھا کہ اب دشمنوں کی چار پانچ گنا فوج بڑے آرام سے مدینہ میں داخل ہوکر ان مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کرسکتی ہے،جن کے پاس اب سوائے خدا کی ذات کے کوئی اور امید کی کرن نہیں بچی تھی۔ان کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے بنوقریظہ نے بھی ساتھ شامل ہوجانا تھا۔اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان صحابہؓ کو ارشاد فرمایا کہ اگر یہ خبر صحیح ہوتو اشارے سے مجھے بتانا اور اگر یہ خبر غلط ہوتو اس کا اعلان کر دینا۔جب یہ صحابہؓ بنوقریظہ کے پاس پہنچے تو ان کا حال اس سے بھی بدتر پایا جو سنا تھا۔اور اس خبر کی تصدیق ہوگئی کہ انہوں نے عہد توڑ دیا ہے۔تب ان سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ سے کیا ہوا عہد کیوں توڑ دیا تو بنوقریظہ کے سردار کعب نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ کون ہے؟ اور محمد (ﷺ) سے میرا کوئی عہدوپیمان نہیں تھا۔پھر یہود مسلمانوں کے سفیر حضرت سعدؓ سے بدکلامی کرنے لگے۔حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ بدکلامی کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے اور وہاں سے واپس آکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سارا ماجرا عرض کردیا۔(سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ158-159)

یہ بات مغربی مصنّفین سے پوشیدہ نہیں کہ بنوقریظہ سے گٹھ جوڑ کر کے کیا مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔چنانچہ کیرن آرمسٹرانگ اپنی کتاب میں تحریر کرتی ہیں کہ اس گٹھ جوڑ کا مقصد یہ تھا کہ دو ہزار حملہ آور بنوقریظہ کی آبادی کی طرف سے مدینہ میں داخل ہوں اور ان قلعوں پر ہلہ بولیں جن میں مسلمان بچے اور عورتیں محصور تھے۔اور مسلمان عورتوں اور بچوں کا قتلِ عام شروع کردیں۔

(Muhammad by Karen Armstrong page 205)

یہ تھے ارادے ان لوگوں کے جنہوں نے عہد کیا تھا کہ مدینہ پر حملے کی صورت میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر مدینہ کا دفاع کریں گے۔اور پھر جب انہوں نے ایک دفعہ عہدشکنی کی تو نبیٔ اکرمؐ نے نہ صرف انہیں معاف فرمایا بلکہ ان پر احسان بھی فرمایا۔اور اب وہ احسان کا یہ بدلہ دے رہے تھے کہ مسلمانوں کی قتل وغارت کی سازش بنا رہے تھے۔

اب ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدینہ میں محصور اس مقدس اور معصوم گروہ کا مستقبل تاریک نظر آرہا تھا۔سوائے خدا کی مدد کے اب اور کسی مدد کی امید باقی نہیں رہی تھی۔یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس موقع پر بنوقریظہ کے یہود نے اپنے جاسوس اس قلعے کی طرف بھیجنے شروع کئے جس میں مسلمان بچے اور عورتیں موجود تھیں تاکہ اس قلعے کا اچھی طرح جائزہ لیا جائے۔یہ قلعے عسکری لحاظ سے غیرمحفوظ تھے کیونکہ تمام مرد خندق پر لشکر کے مقابل پر کھڑے تھے اور ان قلعوں میں چند مردوں کے سوا کوئی حفاظت کرنے والا نہیں تھا۔چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ اس وقت آنحضرت ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ ،حضرت حسان بن ثابتؓ کے قلعے میں تھیں اور یہ خبر ان تک پہنچ چکی تھی کہ بنونضیر نے اپنا معاہدہ توڑ دیا ہے اور دشمنوں سے مل گئے ہیں۔انہوں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ قلعے کے اردگرد پھر رہا ہے۔آپ کو یہ خیال آیا کہ یہ یہودی موقع محل دیکھ رہا ہے تاکہ یہاں حملہ کروا سکے۔حضرت صفیہؓ نے حضرت حسانؓ سے کہا کہ باہر نکل کر اس کو ماردو۔حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں۔پھر حضرت صفیہؓ خود ایک لٹھ لے کر نکلیں اور اس یہودی پر حملہ کر کے اس کو مار دیا۔اس طرح وقتی طور پر یہ خطرہ ٹل گیا۔یہ وقت بہت خطرناک تھا۔چنانچہ سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقین برملا کہنے لگ گئے تھے کہ مسلمانوں کی مدد کے متعلق خدا اور رسول کے وعدے جھوٹے تھے۔ بعض منافقین رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہتے تھے کہ ہمارے مکانات غیرمحفوظ ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے گھروں میں رہ کر ان کی حفاظت کریں۔اس طرح وہ میدانِ جنگ سے فرار چاہتے تھے۔اور یہ وہ وقت تھا جس کے متعلق قرآنِ شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ:

جب وہ تمہارے پاس تمہارے اوپر کی طرف سے بھی اور تمہارے نشیب کی طرف سے بھی آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل (اچھلتے ہوئے) ہنسلیوں تک جاپہنچے اور تم لوگ اللہ پر طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔وہاں مومن ابتلاء پر ڈالے گئے اور سخت (آزمائش کے) جھٹکے دیئے گئے۔

(سورۃ الاحزاب:12،11)

لیکن اس وقت بھی مومنوں کا ایمان ترقی کر رہا تھا۔چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب مومنوں نے کفار کے اس لشکر کو دیکھا تو کہا کہ یہ سب کچھ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے وعدوں کے مطابق ہے اور خدا اور رسول ضرور سچے ہیں۔اور ان حالات میں ان کے ایمان اور تسلیم میں ترقی ہی ہوئی۔

(سورۃ الاحزاب:32)

اس ہولناک صورتِ حال میں اس طرف سے مسلمانوں کو مدد آئی جس طرف سے مدد کا وہم وگمان بھی نہیں کیا جارہا تھا۔اس وقت ایک شخص نعیم بن مسعود وہاں پہنچ گیا۔یہ شخص قبیلہ غطفان سے تعلق رکھتا تھا،جو اس وقت مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے تھے۔نعیم دل میں مسلمان ہوچکا تھا مگر اب تک کفار کو اس کی خبر نہیں تھی۔انہوں نے اس موقع پر ایسی تدبیر کی کہ کفار کے لشکر میں پھوٹ پڑنی شروع ہوگئی۔انہوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ سے اجازت حاصل کی کہ وہ دشمن میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کریں۔اس کے بعد وہ بنوقریظہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ تم نے قریش اور غطفان کے کہنے پر جو محمد سے عہدشکنی کی ہے یہ اچھا نہیں کیا کیونکہ قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے پھر محمد (ﷺ) تم پر حملہ کریں گے۔اس وقت تم کیا کرو گے؟اس لئے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور رہن اپنے پاس رکھ لوتاکہ اگر محمد (ﷺ) تم پر حملہ کریں تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آجائیں۔بنوقریظہ کو یہ رائے پسند آئی اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کے بغیر قریش کا ساتھ نہیں دیں گے۔اس کے بعد نعیم قریش کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ اگر اس طرح بنوقریظہ تم سے تمہارے آدمی بطور رہن مانگیں تو ہرگز نہ دینا۔ورنہ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے آدمی مسلمانوں کے حوالے کردیں تاکہ وہ ان کو قتل کردیں۔اور اس تدبیر سے وہ مسلمانوں سے پھر صلح کرلیں گے۔اس کے بعد وہ اپنے قبیلے غطفان کے پاس آیا اور ان سے بھی یہی کہا۔پھر وہ دن آگیا جس دن قریش نے بنوقریظہ کی آبادی کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر کے قتل وغارت کرنی تھی۔قریش نے بنوقریظہ کو پیغام بھجوایا کہ وہ کل حملہ کریں گے۔انہوں نے جواب دیا کہ کل ہفتہ کا دن ہے اس لئے وہ کل نہیں لڑ سکتے۔اور پھر انہوں نے قریش اور غطفان کے آدمی بطور رہن مانگے جیسا کہ نعیم نے انہیں مشورہ دیا تھا۔نعیم کی باتوں کے بعد قریش کے دل میں شک تو پیدا ہوچکا تھا،انہوں نے اپنے آدمی بنوقریظہ کے پاس رکھوانے سے انکار کردیا۔یوں مخالفوں کے اتحاد میں پھوٹ پڑ گئی۔اس کے بعد ایک رات کو سخت آندھی چلی اور مشرکین کے لشکر کے خیمے اکھڑ گئے اور وہ سردی سے پریشان ہوگئے۔یہ حالت دیکھ کر ابوسفیان نے کہا کہ بنوقریظہ نے ہمارے سے بدعہدی کی ہے اور ہوا نے ہمیں پریشان کیا ہے،نہ خیمہ کھڑا رہتا ہے اور نہ آگ جلتی ہے۔پس میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ کو واپس چلے جاؤ۔یہ سن کر کفار کا تمام لشکر وہاں سے روانہ ہوا اور تمام قبائل اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔اور یوں بنوقریظہ نے جن کے بل بوتے پر عہدشکنی کی تھی،وہ ان کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔انہوں نے مسلمانوں کو بے یارومددگار سمجھ کر ان سے غداری کی تھی اور ان کی قتل و غارت کے منصوبے بنائے تھے مگر اب اپنی غداری کا خمیازہ بھگتنے کے لئے اکیلے رہ گئے تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 2 ص163-167)

بنوقریظہ نے جب دیکھا کہ وہ اکیلے رہ گئے ہیں تو قلعوں میں محصور ہوگئے۔جب آنحضرت ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے تو آپ کو کشفی نظارہ دکھایا گیا کہ جب تک آپ بنوقریظہ کی غدّاری کا فیصلہ نہیں کردیتے تب

تک آپ کو ہتھیار نہیں اتارنے چاہئے۔اس پر آپ کے حکم پر اعلان کیا گیا کہ تمام مسلمان بنوقریظہ کے قلعوں کی طرف چلیں اور عصر کی نماز وہیں جا کر ادا کریں۔حضرت علیؓ کو ایک دستے کے ساتھ آگے روانہ کر دیا گیا۔ بنوقریظہ نے بھی عجیب الٹی عقل پائی تھی۔یہ موقع تھا جس پر بنوقریظہ عفو کے طلبگار بنتے کیونکہ وہ دوسری مرتبہ معاہدہ توڑنے کے مرتکب ہوئے تھے اور ان کی سازش کی وجہ سے مدینہ کی آبادی کی زندگیاں خطرے میں پڑی تھیں۔،چاہئے تو تھا کہ وہ افہام و تفہیم کی کوشش کرتے۔لیکن جب حضرت علیؓ ہراول دستے کو لے کر ان کے قلعے کے پاس پہنچے تو یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کو گالیاں نکالنی شروع کر دیں اور آپؐ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے۔اس بدتہذیبی کے پیشِ نظر حضرت علیؓ نبیِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپؐ کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں انشاءاللہ ہم ان کے لئے کافی ہوں گے۔رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے کہ بنوقریظہ آپؐ کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تب کچھ نہیں کہیں گے۔

(سیرت ابنِ ہشام جلد 2 ص168-169، تاریخِ طبری،سیرتِ نبیؐ باب 10)

بہرحال اب یہ واضح تھا کہ بنوقریظہ نہ تو اپنی غداری پر نادم ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی افہام و تفہیم پر آمادہ ہیں۔چنانچہ محاصرہ شروع ہوا۔جب محاصرے کے دن گزرنے شروع ہوئے تو بنوقریظہ کے اوسان خطا ہونے شروع ہو گئے۔ان کی بداعمالیاں ان کو ان کے برے انجام کی طرف لے جا رہی تھیں۔انہوں نے کہا کہ ہم ابولبابہ سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں انہیں ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ابولبابہؓ انصاری مسلمان تھے اور پہلے بنوقریظہ کے حلیف رہ چکے تھے۔جب وہ ان کے قلعے میں داخل ہوئے تو بنوقریظہ کی عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کر دیا۔بنوقریظہ نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا مشورہ ہے کہ ہم محمد (ﷺ) کے حکم پر ہتھیار رکھ دیں۔اس پر ابولبابہؓ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ یہ قتل ہونا ہے۔حضرت ابولبابہؓ کہتے تھے کہ مجھے اسی وقت احساس ہو گیا تھا کہ میں نے خیانت کی ہے۔اس لئے انہوں نے آکر اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی معافی نہیں ہو گئی۔یہ حضرت ابولبابہؓ کی غلطی تھی کیونکہ ابھی تک رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تھا۔اب خدا کی تقدیر انہیں ان کے اعمال کی سزا کی طرف لے جا رہی تھی۔صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے اور طبری میں بھی یہ روایت ہے کہ اس کے بعد بنوقریظہ نے کہا کہ ہم اس شرط پر ہتھیار رکھیں گے کہ ہمارے معاملے کا فیصلہ سعد بن معاذؓ کریں۔حضرت سعدؓ اسلام سے قبل ان کے حلیف رہ چکے تھے۔یہ ان کی بہت بڑی غلطی تھی کیونکہ ان کے معاملے میں سب سے زیادہ نرم فیصلہ آنحضرت ﷺ نے کرنا تھا اور بنوقینقاع اور بنونضیر کے معاملے میں ایسا ہو چکا تھا۔لیکن اب یہ ان کی بدقسمتی تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کے فیصلے کو ردّ کر کے کسی اور کے فیصلے پر اصرار کر رہے تھے۔وہ بھی جانتے تھے کہ حضرت سعدؓ ایک عادل انسان ہیں لیکن دنیا کا کوئی شخص نبیٔ اکرمؐ کی طرح احسان نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت سعدؓ غزوۂ احزاب کے دوران تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے اور آپ کو ایک خیمے میں علاج کے لئے رکھا گیا تھا۔جب بنوقریظہ کے کہنے پر آپ کو اس معاملے میں منصف بنایا گیا تو آپ کو اس مقام پر لایا گیا جہاں پر صحابہؓ اور نبی اکرم ﷺ موجود تھے۔اسلام سے قبل اوس کے لوگ اور بنوقریظہ آپس میں حلیف تھے اور اس وجہ سے اوس کے کچھ لوگ بنوقریظہ کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کو نرم سزا دی جائے۔چنانچہ ابھی حضرت سعدؓ راستے میں تھے کہ اوس کے کچھ لوگ حضرت سعدؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ابوعمرو! اپنے موالیوں پر احسان کرنا۔اور رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس کام پر اسی لئے مقرر کیا ہے تاکہ تم ان سے اچھا برتاؤ کرو۔اس طرح وہ آنحضرت ﷺ کی نرمی اور عفو کا حوالہ دے کر حضرت سعدؓ سے تقاضا کر رہے تھے کہ وہ بنوقریظہ کو نرم سزا دیں۔اس پر حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ اب سعد پر وہ وقت ہے کہ اسے خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہیں۔(سیرۃالحلبیہ جلد 2 صفحہ447)۔جب حضرت سعدؓ مجمع کے پاس پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سردار کے احترام میں کھڑے ہو۔چنانچہ صحابہؓ نے کھڑے ہو کر حضرت سعدؓ کا استقبال کیا۔حضرت سعدؓ نے کہا کہ اب سب کو عہد کرنا ہو گا کہ ان کے بارے میں وہ فیصلہ ماننا ہو گا جو مَیں کروں گا۔سب نے کہا کہ: ہاں۔پھر حضرت سعدؓ نے جس سمت میں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے اس طرف اشارہ کر کے کہا کہ جو لوگ اس طرف بیٹھے ہیں وہ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔لیکن آپ ادب کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھ نہیں رہے تھے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں۔پھر انہوں نے بنوقریظہ سے دریافت کیا کہ کیا تم میرے فیصلے پر راضی ہو۔انہوں نے کہا کہ: ہاں ۔اس پر حضرت سعدؓ نے فیصلہ سنایا کہ بنوقریظہ کے جنگجو قتل کئے جائیں گے۔اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے گا۔اور ان کی زمین مہاجرین میں تقسیم کر دی جائے گی۔اس پر نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم نے بادشاہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 488۔صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر)

یہ سزائے موت صرف ان کے جنگجوؤں کو دی گئی تھی۔ان لڑکوں کو جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے اور عورتوں کو یہ سزا نہیں دی گئی تھی۔بنوقریظہ میں سے عمرو بن سعد نامی ایک شخص نے اپنی قوم کی غداری کے وقت ان کو منع کیا تھا اور ان کی سازش میں شامل نہیں ہوا تھا۔اس کو کوئی سزا نہیں دی گئی تھی۔جب محاصرے کے دوران وہ مسلمان پہریداروں کے سامنے سے گزرا تو اسے جانے دیا گیا اور اس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے عہد پورا کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے نجات دی۔جن لوگوں کی رحم اور معاف کرنے کی درخواستیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچیں ان سب کو مدینہ کی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے آپ ﷺ نے معاف فرما دیا۔(سیرت ابنِ ہشام جلد 2 صفحہ172-176)

اس وقت بنوقریظہ کے کتنے افراد کو سزائے موت دی گئی تھی اس بارے میں روایات میں اختلاف ہے۔اسناد اور معیار کے اعتبار سے جو سب سے مضبوط روایت ہے وہ حضرت جابر سے منقول ہے جو اس موقع پر موجود تھے،اس کے مطابق اس وقت حضرت سعد کے فیصلے کے مطابق چارسو افراد کو سزائے موت دی گئی تھی (ترمذی ابواب الجہاد،باب ماَ جاء فی نزول علے الحکم) بعد میں لکھی جانے والی کتب میں یہ تعداد چھ سو،سات سو،آٹھ سو یا نوسو تک بھی منقول ہے۔

بنوقریظہ کے واقعہ کو مغربی مصنفین نے سب سے زیادہ اعتراضات کا نشانہ بنایا ہے۔اور اس کی آڑ لے کر رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر حملے کئے ہیں اور آپ کو نعوذ باللہ ظالم ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔حقائق کو مسخ کرنے کا یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

پہلی بات تو یہ قابلِ ذکر ہے کہ بنوقریظہ آنحضرت ﷺ کے فیصلے پر قلعے سے باہر نہیں نکلے تھے، بلکہ انہوں نے خود حضرت سعدؓ کو اس معاملے میں منصف مقرر کیا تھا اور ایسا اس لئے کیا تھا کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت سعدؓ شروع سے ان کے حلیف رہ چکے ہیں اور ان کے معاملے میں انصاف سے ہی فیصلہ کریں گے۔اب کسی مجرم کو اس سے زیادہ رعایت کیا دی جا سکتی ہے کہ اسے جج منتخب کرنے کا اختیار دے دیا جائے۔اور ان کی نظروں کے سامنے آنحضرت ﷺ سے عہد لے کر ان کو پابند کیا گیا تھا کہ وہ حضرت سعدؓ کے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔جب فیصلہ آنحضرت ﷺ کا تھا نہیں بلکہ خود بنوقریظہ کے منتخب کردہ منصف کا تھا تو پھر اس کا الزام رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر کس طرح رکھا جا سکتا ہے۔عقل ان اعتراضات کی بنیاد کو ہی ردّ کر دیتی ہے۔

لیکن یہ بنیادی حقیقت نظر انداز کرتے ہوئے Historians History of the World میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے نامناسب الفاظ میں اس کا ذمہ وار نبیٔ اکرمؐ کو قرار دیا ہے۔یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ معترضین حضرت سعدؓ کے فیصلے کی مذمت تو جی کھول کر کر لیتے ہیں لیکن بنوقریظہ کے کرتوت پر کوئی اظہارِ خیال نہیں کرتے۔آخر یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ بنوقریظہ کے جرائم کیا تھے۔ان پر بھی تو تبصرہ کرنا چاہئے۔پہلے انہوں نے مسلمانوں سے معاہدہ کیا کہ ان کے دشمن کی کوئی مدد نہیں کریں گے بلکہ حملے کی صورت میں مل کر مدینہ کا دفاع کریں گے۔اس کے بعد ایک مرتبہ قریش سے ساز باز کی اور اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا اور ان سے احسان کا سلوک فرمایا۔اس کے بعد جب غزوۂ احزاب کے موقع پر ایک ایسے لشکر نے مسلمانوں کو گھیرے میں لے لیا جو تعداد میں مسلمانوں سے کئی گنا بڑا تھا اور وہ مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے لیکن انہیں مدینہ میں داخل ہونے کا موقع نہیں مل رہا تھا،تب ایک دفعہ پھر بنوقریظہ نے غداری کی اور حملہ آوروں سے مل کر معاہدہ توڑ دیا۔اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ یہ منصوبے بنانے شروع کئے کہ عقب سے حملہ کر کے بے بس مسلمان بچوں اور عورتوں کا قتلِ عام کیا جائے۔Historians History of the World میں ان سب حقائق کو نظرانداز کر کے اس فیصلے کو cruel sentence (ظالمانہ فیصلہ) قرار دیا گیا ہے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بنوقریظہ کا جرم غدّاری (treason) کا تھا اور ایسے مجرم کو ہر قانون اور معاشرے میں سخت سزا دی جاتی ہے پھولوں کے ہار کوئی نہیں پہناتا،خاص طور پر جب ایک خاطر خواہ گروہ دورانِ جنگ غداری کا مرتکب ہوا ہو۔اور ان معترضین سے پوچھنا چاہئے کہ فیصلوں کا اور قانون کا مقصد صرف مجرم پر رحم کرنا نہیں ہوتا بلکہ معصوم آبادی کا تحفظ بھی قانون کی ذمہ واری ہوتی ہے۔کیا مدینہ کے شہریوں کے کوئی حقوق نہیں تھے جو ہر باران پر وحشی دشمنوں کو کھلا چھوڑنے کی اجازت دے دی جاتی۔اگر شہر میں یہ دشمن رہتے تھے تو سازشیں کرتے تھے ، باہر جاتے تھے تو دشمنوں کو جمع کر کے حملہ کراتے تھے،معافی دو تو پھر غداری کرتے تھے۔

دیکھنا چاہئے کہ مغربی ممالک میں ایسے مجرموں سے کیا سلوک ہوتا ہے۔چنانچہ انیسویں صدی میں امریکہ اور میکسیکو کے درمیان علاقوں پر تسلط کے لئے جنگ لڑی گئی۔جب امریکی افواج نے جنگ کے دوران کچھ آبادیوں پر مظالم کئے تو رومن کیتھولک فوجیوں کا ایک گروہ میکسیکو سے مل گیا۔اور انہوں نے سینٹ پیٹرک بٹالین کی تشکیل کی اور امریکہ کے خلاف جنگ میں حصہ لینے لگ گئے۔ان کی ایک بڑی تعداد جنگ کے دوران ماری گئی۔جب ان کا باقی ماندہ حصہ گرفتار ہوا تو ان میں سے جو اعلانِ جنگ کے بعد میکسیکو سے مل گئے تھے،ان کو سرِعام پھانسی دی گئی۔بلکہ ان کے ایک حصے کو فوری طور پر پھانسی نہیں دی گئی بلکہ ایک قلعے کی فتح کا انتظار کیا گیا اور جب وہ فتح ہو گیا تو اس کی خوشی میں باقی بدنصیبوں کو اس وقت پھانسی دی گئی جب میکسیکو کا جھنڈا اتار کر اس کی جگہ امریکہ کا جھنڈا لہرایا جا رہا تھا۔اور اس سزا کی وجہ یہی بتائی جاتی ہے کہ اس بٹالین کے فوجی treason کے مرتکب ہوئے تھے۔

کیرن آرمسٹرانگ (Karen Armstrong) اپنی کتاب Muhammad,A Biography of the Prophet میں ایک طرف تو بنوقریظہ کی غداری کا اعتراف کرتی ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتی ہیں کہ اگر اِس موقع پر بنوقریظہ کو مدینہ سے باہر جانے دیا جاتا تو وہ خیبر میں جمع ہوتے اور منظّم ہو کر ایک مرتبہ پھر مدینہ پر حملہ آور ہوتے۔اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ مسلمانوں کے خلاف اتحاد مسلمانوں کی نسبت چار پانچ گنا لشکر جمع کر چکا تھا اور ظاہر ہے یہ لشکر دوبارہ بھی جمع ہو سکتا تھا۔اور عسکری اعتبار سے دشمن کو یہ موقع دینا خودکشی کے مترادف ہوتا۔لیکن یہ تمام باتیں تسلیم کرنے کے بعد یہ بھی لکھتی ہیں:

``It is probably impossible to dissociate this story from Nazi

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں

لندن جانے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اپنی مالی قربانیوں کو باقاعدہ رکھے تاکہ ساتھ ساتھ تزکیہ نفس بھی ہوتا رہے

مالی سال کے اختتام کے حوالہ سے اپنے لازمی چندہ جات کے وعدوں کو جلد پورا کرنے کی تاکید

شادی بیاہ کے موقع پر اسراف سے بچیں اور غریب بچیوں کی امداد کے لئے مریم شادی فنڈ میں حسب توفیق حصہ لیں۔

سپین میں ویلنسیا میں مسجد کی تعمیر کے لئے اپنے وعدہ جات کو جلد پورا کریں۔ جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کے کام میں تیزی پیدا کرنے کی ہدایت

طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی نئی تحریک۔ خصوصیت سے احمدی ڈاکٹرز کو اس کارِخیر میں حصہ لینے کی دعوت

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 3/جون 2005ء (3/احسان 1384ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن۔ برطانیہ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَايُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوا مَنًّا وَّلَا اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ۔﴾(سورة البقرہ آیت نمبر263)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ: وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو خرچ کرتے ہیں اس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، ان کا اجر ان کے ربّ کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر بے نفس ہو کر اس کی راہ میں خرچ کرو گے، خرچ کرنے کے بعد نہ ہی احسان جتاؤ گے اور نہ ہی کسی کو تکلیف دو گے، نہ ہی اپنے مطلب حل کرنے کی کوشش کرو گے تو تمہارا خدا تمہیں اس کا بہترین اجر دے گا۔ اب دیکھیں غیروں میں بعض لوگ تھوڑا سا کسی نیک کام میں خرچ کر لیتے ہیں اور پھر اس کا اس قدر ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے جیسے کہ قربانی کے کوئی اعلیٰ معیار قائم کر لئے ہوں۔ مثلاً آج کل ہمارے ملک پاکستان میں یا ہندوستان میں گرمیوں کے دن ہیں اس موسم میں بازاروں میں ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے اور پھر بڑا فخر ہوتا ہے کہ ہم نے یہ انتظام کیا ہوا ہے۔ یا مسجدوں کی تعمیر میں معمولی سی رقم پانچ دس روپے دے دیتے ہیں تو باقاعدہ مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر یہ اعلان ہوتا ہے کہ فلاں صاحب نے اتنی قربانی دی اور خاص طور پر پاکستان میں چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں میں یہ بہت رواج ہے۔ تو عموماً کچھ نہ کچھ دینے والے مسلمانوں کا یہ حال ہے۔ اور اکثریت تو ایسی ہے کہ خدا کی راہ میں دینے کا تصور ہی نہیں ہے اور ایسے لوگوں میں سے چند امیر لوگ جن کو کچھ احساس ہے کہ دین کی خاطر خرچ کریں تو ایسے مدرسوں یا اداروں کی سرپرستی کی جاتی ہے جہاں انسانیت کے خلاف نفرتوں کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ اور پھر اگر اپنے مطلب کے مطابق خرچ نہ ہو یا کوئی اختلاف ہو جائے تو پھر وہ ساری امدادیں بھی بند ہو جاتی ہیں۔ تو یہ خرچ جو وہ کر رہے ہوتے ہیں اصل میں خدا کی خاطر نہیں ہو رہے ہوتے بلکہ اپنے مقاصد کے لئے یا اپنی نیکی کے اظہار کے لئے یہ خرچ ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہوتا ہے کہ ہم نے اتنا خرچ کیا ہے۔ اور جب نیّتیں نیک نہ ہوں تو پھر ظاہر ہے نتائج بھی بُرے ہی نکلتے ہیں۔ یہ لوگ نیکیاں پھیلانے کی بجائے اپنے مطلب حاصل کرنے کی وجہ سے لوگوں کی تکلیف کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ اور خاص طور پر احمدیوں کے لئے تو اس بات کو کارِثواب سمجھا جاتا ہے کہ خدا کے نام پر ان کو تکلیفیں دی جائیں۔

لیکن تصویر کا ایک دوسرا اور صحیح رُخ بھی ہے جو احمدیوں کی مالی قربانیوں کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی مالی قربانیوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر چلتے ہوئے جب قربانی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر ہی قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو کسی فرد پر یا جماعت پر احسان کا رنگ رکھتے ہوئے قربانی کرتے ہیں، نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچانے کی نیت سے یہ قربانی کرتے ہیں۔ نیت ہوتی ہے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا میں پہنچانے کے لئے ہم بھی حصہ لیں۔ دُکھی انسانیت کی خدمت کے لئے ہم بھی کچھ پیش کریں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ اِن لوگوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو اپنا پیٹ کاٹ کر مالی قربانی کرنے والے ہیں، چندے دینے والے ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو بڑی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہیں۔ اپنے باقاعدہ چندوں کے علاوہ بھی کروڑوں روپے کی قربانی کر دیتے ہیں اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو پتہ بھی نہ لگے۔ پس یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے ربّ سے ان قربانیوں کا اجر پانے والے لوگ ہیں۔ ان کو ان قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اپنی رحمت اور فضل کی چادر میں لپیٹ لیتا ہے۔ ان کے غموں کو خوشیوں میں بدل دیتا ہے۔ ان کے خوفوں کو اپنے فضل سے دور فرما دیتا ہے۔ ان کی اولادوں کو ان کی آنکھ کی ٹھنڈک بنا دیتا ہے اور آئندہ زندگی میں خدا تعالیٰ نے ان کو جن نعمتوں سے نوازنا ہے اس کا تو حساب ہی کوئی نہیں ہے۔

تو یہ اللہ والے یہ قربانیاں اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہے۔ یہ قربانیاں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا ادراک ہے کہ اپنے پیسوں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ رکھو ورنہ خدا تعالیٰ بھی رزق بند کر دے گا۔ اللہ کی راہ میں گن گن کر دو گے تو خدا تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اس بات کا یقین ہے اور خدائی وعدہ پر مکمل ایمان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍفَلِاَ نْفُسِکُمْ۔وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ: 273) یعنی جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدے میں ہے۔ جبکہ تم اللہ کی رضا جوئی کے سوا (کبھی) خرچ نہیں کرتے اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ تو جب اللہ تعالیٰ یہ وعدہ کر رہا ہے کہ کوئی خوف نہ کرو بلکہ جو بھی تم خرچ کرو گے وہ تمہیں لوٹا دیا جائے گا۔ اور کسی بھی قسم کی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ بلکہ زیادتی کا یا لوٹائے جانے کا کیا سوال ہے؟ اللہ تعالیٰ تو ایسا دیالو ہے ، اس قدر بڑھا کر لوٹاتا ہے کہ اس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے خزانے لامحدود ہیں۔ اور جس کے خزانے لامحدود ہوں وہ انسانی ذہن میں کسی معیار کا تصور پیدا کرنے کے لئے پیمانے کا اظہار تو کر دیتا ہے لیکن وہ معیار یا پیمانے آخری حد نہیں ہوتی، انتہا نہیں ہوتی۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ۔وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ۔وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾۔ (البقرہ:262) یعنی ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہو، ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے اس سے بھی بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ یعنی گو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے پیمانے کوئی نہیں وہ تو بے حساب رزق دینے والا ہے لیکن کیونکہ انسان کی سوچ محدود ہے اس لئے وہ بے حساب سے کہیں یہ نہ سمجھے کہ دس، بیس یا تیس گنا یا سو گنا اضافہ ہو جائے گا۔ نہیں، بلکہ بڑھانے کی ابتدا سات سو گنا سے ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ یہ تو معیار تقویٰ اور ہر ایک کے معیارِ قربانی کے لحاظ سے اس سے بھی زیادہ بڑھ سکتا ہے۔ وہ جس کو چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھا کر دے دے۔ جتنا زیادہ اس پر ایمان میں بڑھتے جاؤ گے اتنا زیادہ

اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرتے جاؤ گے۔ وہ تمہاری نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ وہ تمہاری قربانیوں کی گنجائش کو بھی جانتا ہے۔ اس لئے جب احمدی اس نیت سے قربانی کر رہے ہوتے ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کے وارث بھی ٹھہرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی کی قربانی کا یہ معیار، پیش کرنے کا یہ فہم اور ادراک بڑھتا چلا جائے۔ ہر احمدی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہو۔ ہر شخص کی توفیقیں مختلف ہوتی ہیں، استعدادیں مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ وہ مالی قربانی کرنے والا ہو۔ اور قربانی کا لفظ تو تقاضا ہی یہ کرتا ہے کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات کو دبا کر، اپنے آپ کو اور اپنے مال کو خدا کی رضا کی خاطر جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیش کیا جائے۔

پس جو اس قربانی کے جذبے سے اپنے مال خدا کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہیں وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے اجر پانے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ صدقہ اور مالی قربانی کا ذکر ایک حدیث میں یوں فرمایا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ: ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کی راہ میں سب سے بڑا خرچ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو۔ غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ و خیرات میں دیر نہ کر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ فلاں کا ہو ہی چکا‘‘۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فضل الصدقۃ)

پھر ایک اور روایت میں آپؐ نے فرمایا: ’’حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دے کر آگ سے بچو۔ خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی ہی استطاعت ہو‘‘۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ۔باب اتقوا النار و لو بشق تمرۃ)

پس جہاں صدقہ اور مالی قربانی کرکے ہم اپنے آپ کو اگلے جہان کی آگ سے محفوظ کر رہے ہوں گے وہاں دنیا کی حرص، لالچ اور ایک دوسرے سے دنیاوی خواہشات میں بڑھنے کی دوڑ سے بھی محفوظ ہو رہے ہوں گے اور یوں آگ سے بچنے کے نظارے اس دنیا میں بھی دیکھیں گے۔ کیونکہ حسد کی آگ بھی بڑی سخت آگ ہے۔ احمدیوں میں تو بے شمار ایسے ہیں جو اس میدان کا تجربہ رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جو سکون مالی قربانی کرنے کے بعد ملتا ہے اس کی کوئی مثال نہیں، اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر بھی عمل کرنے کی توفیق دے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ: ’’الشُّحُّ یعنی بخل سے بچو۔ یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا‘‘۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 159مطبوعہ بیروت)

اللہ تعالیٰ اس حکم پر عمل کرنے کی ہمیں توفیق دے اور ہم کبھی ہلاک ہونے والوں میں شمار نہ ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں۔ اس کے لامحدود فضلوں اور انعاموں کے وارث ٹھہریں۔

ایک حدیث میں ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی اور اس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے‘‘۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقہ)

اللہ کرے کہ ہم اس فرمان کو سمجھنے والے ہوں اور اس رشک کی وجہ سے مالی قربانیوں اور انصاف قائم کرنے میں بڑھنے والے ہوں۔ جب قربانیوں میں بڑھنے کی دوڑ شروع ہوگی تو نیکیوں میں بڑھنے کے حکم کے مطابق ہر شخص اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق اپنی اس انتہا کو پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ اپنی استعدادوں کو انتہا تک استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور یوں ایک حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے گا۔

جیسا کہ آپ سب کو علم ہے جماعت کے مالی سال کا یہ آخری مہینہ ہے عموماً جماعت کے متعلقہ عہدیدار جن کے سپرد چندوں کی وصولی کا کام ہوتا ہے بڑے پریشان ہو جاتے ہیں کہ ایک مہینہ رہ گیا ہے اور وصولیاں ابھی اس رفتار سے نہیں ہوئیں۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی فکر نہیں اور پوری تسلّی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہمیشہ کی طرح اب بھی جہاں کمی ہے اپنے فضل سے پوری فرمائے گا۔ لیکن کیونکہ نصیحت کرنے اور توجہ دلانے کا بھی حکم ہے اس لئے میں احباب جماعت کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جن کے چندہ عام کے بجٹ کی ادائیگی میں اور اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ، یہ لازمی چندہ جات جو ہیں ان کی ادائیگی میں کمی رہ گئی ہے وہ کوشش کرکے ادا کریں۔ جماعت کا بڑے عرصہ سے یہ مزاج بن گیا ہے کہ آخر وقت پر جا کر اپنے چندوں کی ادائیگی کرتے ہیں۔ جو لازمی چندے ہیں وہ تو آپ کو ہر ماہ ادا کرنے چاہئیں تاکہ بعد میں ادائیگی کا بوجھ نہ پڑے۔ اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ باقاعدہ چندہ دینے کا اور باقاعدہ قربانی کرنے کا جو ثواب ہے وہ بھی آپ حاصل کرنے والے ہوں گے۔

ماہوار چندوں کی ادائیگی کے سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’سو اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانے کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہئے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حقِ واجب اور دَینِ لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضے کو خالصتاً للہ نذر مقرر کرکے اس کے ادا میں تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے۔ اور جو شخص یک مشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے۔ لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرا لیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کرسکیں‘‘۔ یعنی سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو جائے عام طور پر جو آسانی سے ادا کر سکتے ہیں ماہوار چندے ادا کیا کریں۔ ’’ہاں جس کو اللہ جلّشانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندے کے اپنی وسعت، ہمت اور اندازہ مقدرت کے موافق یک مشت کے طور پر بھی مدد کرسکتا ہے۔ اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سر سبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کرسکتا، تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں‘‘۔

(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ 33-34)

پس ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اپنی مالی قربانیوں کو باقاعدہ رکھے تاکہ ساتھ ساتھ تزکیہ نفس بھی ہوتا رہے۔ خلافت ثانیہ کے ابتدا میں جب سے چندہ عام کی ایک شرح مقرر ہو چکی ہے یعنی 1/16 کے لحاظ سے۔ تو ہر احمدی کو اس کے مطابق چندہ دینا چاہئے اور چندہ دیتا ہے۔ لیکن اگر مالی حالات اجازت نہ دیں تو اسی اجازت کے ماتحت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے چھوٹ مل سکتی ہے۔ لیکن ہمیشہ ہر احمدی کو یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقوں کو جانتا ہے۔ اس لئے تقویٰ پر چلتے ہوئے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو اپنے چندوں میں کمی کرنی چاہئے تو بے شک کریں لیکن اس کے لئے جماعت میں طریق ہے کہ خلیفۂ وقت سے اجازت لے لیں کہ میرے حالات ایسے ہیں جس کی وجہ سے میں پوری شرح سے چندہ نہیں دے سکتا، ادائیگی نہیں کرسکتا۔ لیکن اپنے آپ کو مکمل طور پر مالی قربانی سے فارغ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ اس طرف توجہ دلائی ہے اور ابتدا میں ہی (سورۃ بقرہ میں) متقیوں کی نشانی یہ بتائی ہے کہ نماز پڑھنے والے، عبادتیں کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں جو متقی ہیں۔ پس جب آپ استحکام خلافت اور استحکام جماعت کے لئے دعا مانگتے ہیں اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے دعائیں مانگتے ہیں تو ان حکموں پر عمل بھی کرنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان دعاؤں کا وارث بننے کے لئے دیئے ہیں۔

پس ہر احمدی فکر سے اپنے بقایا جات صاف کرنے کی کوشش کرے۔ یہ جو چھ مہینے تک بقایا دار کی شرط ہے جماعت کا یہ قاعدہ ہے کہ یہ نہ ہو۔ تو یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو زمیندارہ کرتے ہیں، زمیندار ہیں جن کی فصلوں کی آمد چھ مہینے کے بعد ہوتی ہے۔ یا جو ایسے کاروباری ہیں جن کو کسی وقفے کے بعد یا کچھ عرصے کے بعد منافع ملتا ہے۔ ملازم پیشہ اور تاجر پیشہ جو لوگ ہیں جن کی ماہوار آمد ہے ان کو تو فکر کے ساتھ ہر ماہ چندوں کی ادائیگی کرنی چاہئے اور جماعت میں ہزاروں ایسے ہیں جو اس فکر کے ساتھ ادائیگی کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اپنے پیسوں میں برکت کے بیشمار نظارے دیکھتے ہیں۔ یہ جو حدیث بیان

www.Budget-Hardware.de
Web Designing
Callshop اور Internet Cafe's
نیز کمپیوٹر کا ہر قسم کا سامان ارزاں نرخوں پر دستیاب ہے
+49 179 9702505 +49 611 58027984
info@budget-hardware.de www.budget-hardware.de

کی جاتی ہے کہ ایک زمیندار کو اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا تھا کہ اس کو جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی تو بادل کو حکم ہوتا تھا کہ فلاں جگہ برس اور اس کی ضرورت پوری کر۔ تو اس زمیندار کی یہی خوبی تھی کہ اپنی آمد میں سے وہ ایک حصہ علیحدہ کر کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کے لئے رکھ لیتا تھا۔ تو کیا یہ قصہ روایتوں میں اس لئے بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں سے یا پرانے لوگوں سے ایسا سلوک کرتا تھا اب اس کی یہ قدرت بند ہوگئی ہے!؟ اب اس کو یہ قدرت نہیں رہی؟ نہیں، بلکہ آج بھی وہ زندہ اور قائم خدا یہ نظارے بے شمار احمدیوں کو دکھاتا ہے۔ پس اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں کی گئی قربانیوں کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ وہ لامحدود قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ دیتا ہے تو اتنا دیتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن تقویٰ اور نیک نیتی شرط ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں بعض اور تحریکات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں، ان کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ایک تو مریم شادی فنڈ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ آخری تحریک تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بابرکت ثابت ہوئی ہے۔ بے شمار بچیوں کی شادیاں اس فنڈ سے کی گئی ہیں اور کی جا رہی ہیں۔ احباب حسب توفیق اس میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شروع میں جس طرح اس طرف توجہ پیدا ہوئی تھی اب اتنی توجہ نہیں رہی۔ جو لوگ مالی لحاظ سے اچھے ہیں، بہتر مالی حالات ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ بچیوں کی شادیوں پر غریب لوگوں کے کتنے مسائل ہوتے ہیں۔

ایک تو میں عموماً لڑکے والوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کا خوف کریں، ان کی بھی بچیاں ہوں گی، بلاوجہ کے مطالبے نہ کیا کریں۔ تقویٰ پر قدم ماریں۔ آپ بیٹے کی شادی کر رہے ہیں یا کوئی لڑکا اپنی مرضی سے اپنی شادی کرتا ہے۔ یہ شادی ہے کوئی کاروبار نہیں ہے کہ اتنا جہیز ہوگا، اتنا زیور ہوگا، اتنا سرمایہ ہوگا، اتنی فلاں چیز ہوگی تو شادی ہوگی۔ یہ سب دنیا کے دکھاوے کی چیزیں ہیں۔ ایک احمدی کو یہ زیب نہیں دیتیں۔ بعض ایسے خط بچیوں کی طرف سے آتے ہیں۔ شادی کے بعد سسرال کی طرف سے بھی اور لڑکے کی طرف سے بھی یہ طعنے ملتے ہیں کہ کچھ نہیں لے کے آئی۔ بعض لڑکے پاکستان سے بیاہ کر باہر آتے ہیں اور شاید اس سوچ کے ساتھ آ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے وہاں جا کے سب کچھ سسرال سے ہی لینا ہے۔ وہ مطالبے شروع کر دیتے ہیں کہ گھر ہمارے نام کرو اور فلاں چیز ہمارے نام کرو یا فلاں چیز ہمیں دو۔ تو پھر بعض ایسے لوگ ہیں جو اپنے عزیزوں کے زیر اثر اس طرح کے گھٹیا قسم کے مطالبے کر رہے ہوتے ہیں۔ شرم آتی ہے۔ بعض ان میں سے اپنے آپ کو بڑے خاندانی بھی سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لڑکے اور ایسے خاندان اپنی اصلاح کریں اور خدا کا خوف کریں ورنہ بہتر ہے کہ ایسے گھٹیا لوگ جماعت سے قطع تعلق کر لیں اور جماعت کی بدنامی کا باعث نہ بنیں۔

اب میں پھر پہلی بات کی طرف آتا ہوں۔ غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے جیسا کہ میں نے کہا کہ اندازہ نہیں ہے۔ اب مہنگائی کی وجہ سے اخراجات بھی بہت بڑھ رہے ہیں اس لئے توجہ دینی چاہئے۔ جو لوگ باہر کے ملکوں میں ہیں اپنے بچوں کی شادیوں پر بے شمار خرچ کرتے ہیں۔ اگر ساتھ ہی پاکستان، ہندوستان یا دوسرے غریب ممالک میں غریب بچوں کی شادیوں کے لئے کوئی رقم مخصوص کر دیا کریں تو جہاں وہ ایک گھر کی خوشیوں کا سامان کر رہے ہوں گے وہاں یہ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہوگا جو ان کے بچوں کی خوشیوں کی بھی ضمانت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر بعض صاحب حیثیت لوگوں میں بے تحاشا نمود و نمائش اور خرچ کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ شادیوں پر بے شمار خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ کئی کئی قسم کے کھانے پک رہے ہوتے ہیں جو اکثر ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے جب خاص طور پر پاکستان میں جا کر شادیاں کرتے ہیں اگر سادگی سے شادی کریں اور بچت سے کسی غریب کی شادی کے لئے رقم دیں تو وہ اللہ کی رضا حاصل کر رہے ہوں گے۔

کھانوں کے علاوہ شادی کارڈوں پر بھی بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے۔ دعوت نامہ تو پاکستان میں ایک روپے میں بھی چھپ جاتا ہے۔ یہاں بھی بالکل معمولی سا پانچ سات پینس (Pens) میں چھپ جاتا ہے۔ تو دعوت نامہ ہی بھیجنا ہے کوئی نمائش تو نہیں کرنی۔ لیکن بلاوجہ مہنگے مہنگے کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ پوچھو تو کہتے ہیں کہ بڑا سستا چھپا ہے۔ صرف پچاس روپے میں۔ اب یہ صرف پچاس روپے جو ہیں اگر کارڈ پانچ سو کی تعداد میں چھپوائے گئے ہیں تو یہ پاکستان میں پچیس ہزار روپے بنتے ہیں اور پچیس ہزار روپے اگر کسی غریب کو شادی کے موقع پر ملیں تو وہ خوشی اور شکرانے کے جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ تو اس طرح بے شمار جگہیں ہیں جہاں بچت کی جا سکتی ہے۔ اور جن کو اتنی توفیق ہے کہ وہ کہیں کہ ہم بچیوں کی شادیوں میں بھی مدد کر سکتے ہیں اس لئے ہمیں اس قسم کی چھوٹی بچت کی ضرورت نہیں ہے تو پھر ایسے لوگوں کو کم از کم جو خرچ وہ اپنے بچوں کی شادی پر کرتے ہیں اس کا ایک فیصد تو غریب کی شادی کی مدد کے لئے چندہ دینا چاہئے۔ پاکستان میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو بڑی فضول خرچی کرتے ہیں۔ کچھ باہر سے جا کر کر رہے ہوتے ہیں اور کچھ وہاں رہنے والے کر رہے ہوتے ہیں۔ یا جو فضول خرچی نہیں بھی کرتے ان کی ایسی توفیق ہوتی ہے کہ بچوں کی شادی میں مدد کر سکیں۔ ان سب کو آگے آنا چاہئے اور اس نیک کام میں حصہ لینا چاہئے۔ عموماً ایک غریبانہ شادی پچیس تیس ہزار روپے کی مدد سے ہو جاتی ہے۔ کچھ نہ کچھ تو انہوں نے خود بھی کیا ہوتا ہے۔ اتنی مدد ہو جائے تو لوگوں کی بڑی مدد ہو جاتی ہے۔ تو پھر یہ غریب آدمی کے لئے سکون کا باعث بن رہی ہوتی ہے اور آپ کو دعاؤں کا وارث بنا رہی ہوتی ہے۔ بہرحال ہر ایک کو حسب توفیق اس فنڈ میں ضرور حصہ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

دوسرے میں اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ سپین میں نئی مسجد کی تعمیر کا میں نے اعلان کیا تھا اور سپین کی جماعت کے محدود وسائل کی وجہ سے دوسروں کو بھی اس میں حصہ لینے کی تحریک کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے مخلصین نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بڑی تعداد میں وعدے آئے۔ الحمدللہ۔ اور کچھ احباب نے اپنے وعدے تو پورے بھی کر دیئے یا کچھ حصہ ادا کر دیا۔ لیکن ابھی کافی بڑی تعداد ایسی ہے جن کے وعدے قابل ادا ہیں۔ اب وہاں ایک جگہ پسند آئی ہے اور سودا ہو رہا ہے۔ ویلنسیا سے کوئی پندرہ سولہ کلومیٹر پہ مین ہائی وے کے اوپر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اور ہائی وے کے اوپر ہی ایک پلاٹ ہے۔ اس میں تعمیر شدہ ایک چھوٹی سی مضبوط عمارت بھی ہے جو رہائش کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔ بہرحال وہاں خالی جگہ بھی کافی ہے۔ وہاں مسجد کا پلان انشاء اللہ بن رہا ہے۔ تعمیر شروع ہو جائے گی۔ اللہ کرے کونسل کی طرف سے اجازت بھی مل جائے۔ اسی طرح اس کے ساتھ ایک اور خالی پلاٹ بھی ہے جو کونے (Corner) کا پلاٹ ہے۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ بھی خریدنے کی کوشش کریں۔ اس طرح اس پلاٹ کو دو طرف سے سڑک مل جائے گی۔ پہلا پلاٹ 2800 مربع میٹر کا ہے۔ اگر دوسرا بھی مل گیا تو انشاء اللہ 5000 مربع میٹر سے اوپر جگہ بن جائے گی جو انشاء اللہ تقریباً ایک ایکڑ سے زیادہ جگہ ہے۔ اللہ کرے کہ یہ سودا بھی جلد ہو جائے تا کہ وہاں مسجد کی تعمیر جلدی شروع کی جا سکے۔ تو جیسا کہ میں نے کہا جن لوگوں نے اس تحریک میں وعدہ کیا ہے ان سے درخواست ہے کہ اپنے وعدے پورے کریں۔ لیکن یاد رکھیں کہ لازمی چندہ جات یعنی چندہ عام وغیرہ کو پیچھے رکھ کر یہ ادائیگی نہیں کرنی۔ پہلے بہرحال لازمی چندہ جات ضروری ہیں۔ اور انہوں نے ہی وعدے کئے ہیں جن کو توفیق تھی۔ مجھے امید ہے وہ آسانی سے ادا کر سکتے ہیں۔

اسی کے ساتھ آج میں جرمنی والوں کو بھی توجہ دلا دوں۔ ان کی 100 مساجد کی رفتار بھی بڑی سست ہے۔ ان کو بھی چاہئے کہ اپنے کام میں تیزی پیدا کریں۔ دنیا میں بڑی تیزی سے مسجدیں بن رہی ہیں۔

تیسرے میں آج ایک تحریک کرنا چاہتا ہوں خاص طور پر جماعت کے ڈاکٹرز کو اور دوسرے احباب بھی عموماً، اگر شامل ہونا چاہیں تو حسب توفیق شامل ہو سکتے ہیں، جن کو توفیق ہو، گنجائش ہو۔ یہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ میں خلافت رابعہ کے شروع میں یہ خواہش تھی کہ یہاں ایک ایسا ادارہ ہو جو اس علاقے میں دل کی بیماریوں کے علاج کے لئے سہولت میسر کر سکے۔ اس دور میں کچھ بات چلی بھی تھی لیکن پھر اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ آخری دنوں میں حضور کی اس طرف دوبارہ توجہ ہوئی تھی لیکن خلافت خامسہ کے شروع میں اس پر کام شروع ہوا۔ ایک ہمارے احمدی بھائی ہیں انہوں نے اپنے والدین کی طرف سے خرچ اٹھانے کی حامی بھری۔ پھر امریکہ کے ایک احمدی ڈاکٹر بھی اس میں شامل ہوئے۔ انہوں نے خواہش کی کہ میں بھی شامل ہونا چاہتا ہوں۔ بہرحال نقشے وغیرہ بنائے گئے اور بڑی خوبصورت ایک چھ منزلہ عمارت تعمیر کی جا رہی ہے جو اپنی تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اور اس فیلڈ کے ڈاکٹر ماہرین کے مشوروں سے یہ سارا کام ہوا ہے۔ وہ اس میں شامل ہیں۔ خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب سے مشورہ لیا گیا ہے۔ ایک ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے کیسی کیسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرکزی کمیٹی میں شامل بھی ہیں۔ مستقل وقت دیتے ہیں ماشاء اللہ۔ پھر جو نقشے انہوں نے بنوانے تھے جیسا کہ میں نے کہا وہ چھ منزلہ عمارت کے تھے جس میں تمام متعلقہ سہولتیں رکھی گئی تھیں جو دل کے ایک ہسپتال کے لئے ضروری ہیں۔ تو اس وقت انہوں نے جو تخمینہ دیا تھا، جو اندازہ خرچ دیا تھا اس وقت بھی اس رقم سے زیادہ تھا جس کی ان دو صاحبان نے (جن کا

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

میں نے ذکر کیا) دینے کی حامی بھری تھی۔تو انتظامیہ کچھ پریشان تھی۔میں نے انہیں کہا کہ یہ نقشے جو بنائے گئے ہیں جن کی میں نے منظوری دی تھی اسی کی منظوری دیتا ہوں۔اللہ کا نام لے کر اسی کے مطابق کام کریں۔انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا، فضل فرمائے گا۔پھر کچھ اور لوگ بھی اس میں شامل ہوتے رہے اور اب جہاں تک عمارت کا تعلق ہے وہ قریباً مکمل ہو چکی ہے، جلد چند مہینوں میں ہو جائے گی۔اس تعمیر میں (بتا چکا ہوں) کچھ لوگوں نے حصہ بھی لیا۔اور فضل عمر ہسپتال کی انتظامیہ نے بڑی محنت سے اور ہر جگہ پر جہاں بچت ہو سکتی تھی جہاں ضرورت تھی، انہوں نے بچت کرائی اور تعمیر کروانے میں احتیاط کی۔خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب کے ٹیکنیکل مشورے بھی باقاعدہ ہر قدم پر ملتے رہے۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔لیکن اب جو ایکوپمنٹ (Equipment) اور سامان وغیرہ ہسپتال کا آنا ہے وہ کافی قیمتی ہے۔میں نے انہیں کہا ہے کہ جیسے جیسے رقم کا انتظام ہوتا جائے گا یہ فیزز (Phases) میں خریدیں۔لیکن ابتدائی کام کے لئے بھی کافی بڑی رقم کی ضرورت ہے۔

اس لئے میں احمدی ڈاکٹروں سے خصوصاً کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر بڑا فضل فرمایا ہے اور خاص طور پر امریکہ اور یورپ کے جو ڈاکٹر صاحبان ہیں۔اسی طرح پاکستان میں بھی بعض ایسے ڈاکٹرز ہیں جو مالی لحاظ سے بہت اچھی حالت میں ہیں۔اگر آپ لوگ خدا کی رضا حاصل کرنے اور غریب انسانیت کی خدمت کے لئے اس ہارٹ انسٹیٹیوٹ کو مکمل کرنے میں حصہ لیں تو یقیناً آپ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کو خدا بے انتہا نوازتا ہے اور ان کے اس فعل کا اجر اس کے وعدوں کے مطابق خدا کے پاس بے انتہا ہے۔کوشش کریں کہ جو وعدے کریں انہیں جلد پورا بھی کریں۔اس ادارے کو مکمل کرنے کی میری بھی شدید خواہش ہے۔کیونکہ میرے وقت میں شروع ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سے امید ہے وہ خواہش پوری کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتا آیا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو یہ موقع دے رہا ہے کہ اس نیک کام میں، اس کارخیر میں حصہ لیں اور شامل ہو جائیں اور اس علاقے کے بیمار اور دکھی لوگوں کی دعائیں لیں۔آجکل دل کی بیماریاں بھی زیادہ ہیں۔ہر ایک کو علم ہے کہ ہر جگہ بے انتہا ہو گئی ہیں اور پھر علاج بھی اتنا مہنگا ہے کہ غریب آدمی تو افورڈ (Afford) کر ہی نہیں سکتا۔ایک غریب آدمی تو علاج کروا ہی نہیں سکتا۔پس غریبوں کی دعائیں لینے کا ایک بہترین موقع ہے جو اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے۔اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم وہ آخرین ہیں جنہوں نے نیکی کے ہر میدان میں پہلوں سے ملنا ہے، ہم اپنے دعوے میں تبھی سچے ثابت ہو سکتے ہیں جب ان نیکی کے کاموں میں ان مثالوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں جو پہلوں نے ہمارے لئے قائم کی ہیں۔وہ لوگ تو امیر ہوں یا غریب کسی بھی مالی تحریک پر بے چین ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مال پیش کیا کرتے تھے۔محنت کرتے تھے، مزدوری کرتے تھے اور اپنی استعدادوں کے مطابق قربانی پیش کرتے تھے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کو بے انتہا نوازا اور اللہ تعالیٰ اپنی خاطر کئے گئے کسی عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ان قربانیوں کا ذکر حدیث میں یوں آتا ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار چلا جاتا جہاں وہ محنت مزدوری کرتا اور اسے اجرت کے طور پر جو ایک مُدّ اناج وغیرہ ملتا۔چھوٹی موٹی جو مزدوری وغیرہ ملتی تھی، اللہ کی راہ میں خرچ کرتا۔اور اب ان کا یہ حال ہے کہ ان میں سے بعض کے پاس ایک ایک لاکھ درہم یا دینار ہیں‘‘۔

(بخاری کتاب الأجاره۔باب من آجر نفسه ليحمل على ظهره ثمّ تصدق به)

تو اس اُسوہ پر چلتے ہوئے قربانیوں کے نظارے جماعت احمدیہ میں بھی نظر آتے ہیں۔پس آج بھی ان نظاروں کو ختم نہ ہونے دیں اور خدمت انسانیت کے اس اہم کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

جہاں تک انسٹیٹیوٹ کے لئے ڈاکٹرز کا تعلق ہے، ہمارے امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے مستقل وقف کیا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ وہ جلد ربوہ پہنچ جائیں گے۔دوسرے یہاں بھی بعض نوجوان واقفین زندگی ڈاکٹرز تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو اپنی تعلیم مکمل ہونے پر وہاں چلے جائیں گے۔اور پاکستان میں بھی بعض نوجوان ہیں جنہوں نے وقف کیا ہے ٹریننگ لے رہے ہیں۔اور اسی طرح ڈاکٹر نوری صاحب کی سرپرستی میں انشاء اللہ یہ ادارہ چلتا رہے گا۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں بھی برکت ڈالے۔اور پھر یہ ادارہ مکمل ہونے کے بعد میں دوسرے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی وقف عارضی کر کے یہاں آیا کریں۔اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ ان کی قربانیوں کے بدلے ضرور دے گا، اجر ضرور دے گا۔اور دعا کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ اس ادارے کو بہت کامیاب ادارہ بنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔صرف ایک محبت کر سکتے ہو، پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا‘‘۔یعنی اس کا مال ضائع ہو جائے گا۔’’یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے۔بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلوتہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔میں بار بار تم کو کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں۔ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497-498)

اللہ کرے کہ کبھی کسی احمدی کے دل میں قربانی کرنے کے بعد تکبر پیدا نہ ہو۔اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کو ایک اعزاز سمجھے، ایک فضل سمجھے، اور ہمیشہ کی طرح وہ قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرتا چلا جائے۔اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بننے والا ٹھہرے، نہ کہ آپ کی ناراضگی سے حصہ پانے والا ہو۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا کہ: میں ایک دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔کل انشاء اللہ تعالیٰ میں کینیڈا کے سفر کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔وہاں جلسہ بھی ہے اور بہت سارے دوسرے پراجیکٹس بھی ہیں، مساجد اور مشن ہاؤسز کے افتتاح یا سنگ بنیاد وغیرہ۔دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ کامیاب کرے۔اور اپنی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا رہے۔آمین

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ (مینیجر)

ضرورت معاونین برائے جلسہ سالانہ U.K. 2005ء

نہایت مسرت کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ U.K. 2005ء کی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بتاریخ 29، 30 اور 31 جولائی 2005ء کے انعقاد کی منظوری عطا فرمائی ہے جو کہ امسال ٹلفورڈ اسلام آباد کی بجائے بمقام Rushmoor Arena - Aldershot منعقد ہو گا۔جلسہ کے انتظامی امور کے لئے اس دفعہ زیادہ معاونین کی ضرورت ہے۔خداوند تعالیٰ احباب جماعت کو یہ سعادت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔آمین۔

گزارش ہے کہ ایسے مخلص دوست جو جلسہ کے موقع پر کوئی بھی خدمت بجا لا سکتے ہیں اپنے اپنے صدر صاحب جماعت کی وساطت سے اپنا نام مع مفصل کوائف جلد از جلد دفتر افسر جلسہ سالانہ U.K. میں ارسال فرماویں تا کہ ہنرمند/ غیر ہنرمند ہونے کی بنیاد پر ان سے خدمات حاصل کی جا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے آپ کا حامی و ناصر ہو۔آمین۔جلسہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت انعقاد کے لئے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(افسر جلسہ سالانہ U.K.)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: رپورٹ دورہ کینیڈا از صفحہ نمبر 2

ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر واپس تشریف لے آئے۔ پانچ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے احمدیہ مشن ہاؤس وینکوور کے لئے روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد 6:30 بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج وینکوور جماعت کی 56 فیملیز کے 321 ممبران نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات نو بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد قیامگاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ساڑھے دس بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ پہنچے۔

6 ؍جون بروز سوموار

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رہائشی حصہ کے عقبی لان میں، مارکی میں تشریف لا کر پڑھائی۔

صبح حضور انور اپنی رہائشگاہ سے وینکوور مشن ہاؤس کے لئے روانہ ہوئے۔ دس بجکر دس منٹ پر حضور انور مشن ہاؤس پہنچے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ وینکوور جماعت کی 56 فیملیز کے 245 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بھی بنوائیں۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ دوپہر 1:30 بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع ممبران قافلہ دوپہر کے کھانے پر عزیزہ سلمٰی خان صاحب وعزیزم شعیب نصر اللہ صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ یہاں سے ساڑھے تین بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں کچھ دیر کے لئے صدر لجنہ اماء اللہ وینکوور مکرمہ راضیہ سرور صاحبہ کے گھر رُکے۔ سوا چار بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔ چھ بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے مشن ہاؤس کے لئے روانہ ہوئے جہاں ساڑھے چھ بجے فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ جماعت وینکوور کے 58 خاندانوں کے 275 افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقاتوں کے بعد حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد رات دس بجکر چالیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لائے۔

7 ؍جون بروز منگل 2005ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح نماز فجر چار بجکر دس منٹ پر رہائشگاہ کے عقبی لان میں مارکی میں پڑھائی۔

پروگرام کے مطابق جماعت احمدیہ کینیڈا نے 7 اور 8 جون کے دن بعض مقامات کی سیر کے لئے مخصوص کئے تھے اور صوبہ برٹش کولمبیا کے صدر مقام وکٹوریہ (Victoria) جانے کا پروگرام تھا۔ صبح پونے نو بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد فیری ٹرمینل Tsawwassen کے لئے روانگی ہوئی۔ جہاں سے وکٹوریہ جانے کے لئے فیری (Ferry) ملتی ہیں۔

نو بجکر 20 منٹ پر حضور انور فیری ٹرمینل پہنچے اور کچھ دیر بعد برٹش کولمبیا فیری (بحری جہاز) میں سوار ہوئے۔ یہ فیری اپنے وقت کے مطابق دس بجے وینکوور آئی لینڈ کی بندرگاہ Swartz Bay کے لئے روانہ ہوئی۔ یہ سارا سفر نہایت ہی خوبصورت اور دل لبھانے والے مناظر پر مشتمل ہے۔ بحرالکاہل (Pacific Ocean) کا یہ حصہ بہت ہی خوبصورت اور سرسبز جزائر پر مشتمل ہے اور پھر یہ جزائر سرسبز وشاداب پہاڑوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان جزائر میں جگہ جگہ آبادیاں نظر آتی ہیں۔ جب فیری (Ferry) ان جزائر اور سرسبز پہاڑوں کے دامن میں چلتی ہوئی گزرتی ہے تو ہر قدم پر نیا منظر سامنے آتا ہے۔ دائیں، بائیں اور آگے پیچھے ہر طرف جزائر کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے۔ فیری ان جزائر کے درمیان گھومتی ہوئی اور راستے بدلتی ہوئی گزرتی ہے تو ہر آنے والا نظارہ پہلے سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتا ہے۔ حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا فیری کے اوپر والے حصہ میں تشریف لے گئے اور کھلی فضا میں ان حسین قدرتی مناظر کو دیکھا جو اس کائنات کے خالق کی یاد دلاتے ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی حمد میں ڈوب جاتا ہے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد گیارہ بجکر 35 منٹ پر یہ جہاز وینکوور آئی لینڈ کے Swartz Bay ٹرمینل (بندرگاہ) تک پہنچا۔ یہاں سے وکٹوریہ شہر کا فاصلہ 30 کلومیٹر ہے۔

Vancouver Island کینیڈا کے تیسرے بڑے شہر Vancouver کے مغرب میں بحرالکاہل میں واقع ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ اِسی جزیرہ کے جنوبی کونے میں Victoria شہر آباد ہے جو صوبہ برٹش کولمبیا کا صدر مقام ہے۔ Swartz Bay بندرگاہ سے وکٹوریہ شہر کی طرف روانگی ہوئی اور سوا بارہ بجے وکٹوریہ شہر آمد ہوئی۔ یہاں حضور انور اور وفد کے ممبران کی رہائش کا انتظام Fairmont Empress نامی ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ یہ ہوٹل وکٹوریہ شہر کی اندرونی بندرگاہ میں مرکزی جگہ پر ایک خوبصورت عمارت ہے۔ حضور انور اپنی اس رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔ ہوٹل میں ہی ایک ہال حاصل کر کے نمازوں کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ ڈیڑھ بجے حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

پونے چار بجے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا پیدل چلتے ہوئے ہوٹل کے قریب ہی واقع Royal London Wax Museum تشریف لے گئے۔ جہاں موم سے بنے ہوئے مختلف سیاسی اور مذہبی شخصیات اور شاہی خاندان کے مجسمے رکھے گئے ہیں۔ ان مجسموں کے علاوہ بعض تاریخی واقعات کی منظر کشی کی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہِ طور پر احکام عشرہ کا پتھروں کی تختیوں پر حاصل کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں کے ساتھ آخری عشائیہ تناول فرمانا کا منظر بھی دکھایا گیا ہے۔ اس سے اگلے حصہ میں وہ عقوبت گاہیں دکھائی گئی ہیں جن میں پرانے زمانہ میں مجرموں اور سیاسی مخالفین کو خوفناک انداز میں اذیّت دے دے کر ہلاک کیا جاتا تھا۔ یہاں سے سوا چار بجے روانہ ہو کر حضور انور نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد پونے پانچ بجے مشہور زمانہ Butchart Gardens پہنچے۔ اس علاقہ کو ابتداءً چونے کے پتھر (Calcium Cabonate) کی کان کُنی کے بعد ایک خوبصورت باغ میں تبدیل کیا گیا ہے۔

یہ باغ 55 ایکڑ کے وسیع وعریض رقبہ پر پھیلا ہوا ہے اور مختلف نوع کے پھولوں اور پودوں کا ایک نہایت دلفریب اور دل لبھانے والا منظر پیش کرتا ہے۔ اس باغ کے اندر آگے مختلف حصے ہیں۔ حضور انور نے سب سے پہلے Sunken Garden دیکھا۔ جہاں ایک بہت بڑے وسیع وعریض گڑھے کو ایک پیالہ نما باغ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ مختلف انواع کے پھولوں، پودوں اور بلند وبالا درختوں کے ذریعہ اسے ایک بہت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب باغ بنا دیا گیا ہے۔ پھولوں کی کیاریوں کے ڈیزائن اس قدر مہارت اور خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں کہ ہر طرف سے اور ہر زاویہ سے ایک نیا حُسن نظر آتا ہے۔ اس پیالے کے درمیان میں ایک بلند ٹیلہ ہے جسے خوبصورت پھولوں، پودوں اور بیلوں سے اسقدر سجایا گیا ہے کہ وہ اس پیالہ کے درمیان پھولوں سے لدا ہوا ایک عظیم گلدستہ معلوم ہوتا ہے۔ باغ کے مختلف حصوں میں جھیلیں بھی ہیں اور پھر ان جھیلوں کے اندر فوّارے لگے ہوئے ہیں جو ان کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔ اور رات کو یہ فوّارے رنگ برنگ کی روشنیوں کے ساتھ بلند ہوتے ہیں تو زیادہ خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے Rose Garden دیکھا جہاں دنیا کے مختلف ممالک سے گلاب کی مختلف اقسام لگائی گئی ہیں اور یہاں سینکڑوں قسم کے پھول ہیں۔ بعض پودوں پر پھول کھل چکے تھے اور اور بعض پر ابھی کلیوں میں کھلنے کے منتظر تھے۔ اس باغ کو بھی بہت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے اور چلنے کے لئے ہر طرف پختہ راستے اور گیٹ بنائے گئے ہیں۔

اس کے بعد جاپانی باغ آیا جس میں چھوٹے سائز کے درخت نہایت مہارت سے اگائے گئے تھے۔ حضور انور نے جاپانیوں کے اس فن جسے Bonsai کہا جاتا ہے کے بارہ میں اراکین قافلہ کو بتایا کہ کس طرح ان درختوں کو کم مقدار میں غذا دے کر اور ان کی شاخوں اور جڑھوں کو خاص انداز میں تراش کر انہیں بونی (Miniature) شکل دی جاتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس باغ کے وزٹ کے دوران مختلف پھولوں اور پودوں کی تصاویر بھی بنائیں۔

سوا چھ بجے اس باغ کے بعض حصوں کی سیر سے فارغ ہو کر حضور انور واپس وکٹوریہ تشریف لائے۔ جہاں National Geographic کا ایک ڈاکومینٹری پروگرام ایک بہت بڑی سکرین پر دکھایا گیا۔ جس کا موضوع Forces Of Nature تھا۔ اس پروگرام میں دکھایا گیا تھا کہ آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے جو زلزلے وسیع پیمانے پر تباہی و بربادی کا موجب بنتے ہیں ان کے بارہ میں پیشگوئی کیسے کی جا سکتی ہے۔ خصوصاً ترکی اور بعض دیگر مقامات کے زلزلوں اور ان کے نتیجہ میں تباہی کے مناظر دکھائے گئے۔ اسی طرح صحرائی اور سمندری طوفانوں کو پیدا کرنے والے عوامل کا مطالعہ کر کے کس طرح ان کے وقوع کے وقت کی پیشگوئی کی جاتی ہے۔ حضور انور نے یہ پروگرام دیکھا۔ اس کے بعد اپنی رہائش گاہ Fairmont Empress ہوٹل تشریف لے آئے۔

سوا نو بجے حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور رات کے کھانے کے بعد کچھ دیر کے لئے ہوٹل کے سامنے بندرگاہ کے ساحل پر پیدل سیر کی۔ اس کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

8؍جون بروز بدھ 2005ء

صبح چار بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر ہوٹل کے اُسی ہال میں پڑھائی جو نمازوں کی ادائیگی کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔

آج کے پروگرام کے مطابق وکٹوریہ (Vancouver Island) سے واپس Vancouver شہر کے لئے روانگی تھی۔ پونے دس بجے فیری ٹرمینل (بندرگاہ) Swartz Bay پہنچے جہاں سے وینکوور کے لئے فیری گیارہ بجے روانہ ہوئی۔ فیری (بحری جہاز) میں حضور انور کو VIP Treatment دی گئی اور سفر کے لئے ایک مخصوص VIP لاؤنج مہیّا کیا گیا۔ حضور انور کے قافلہ ممبران کو بھی وہ لاؤنج مہیّا کیا گیا جو صرف فیری کے سٹاف کے لئے مخصوص ہے۔

فیری کے کپتان کو جب حضور انور کی موجودگی کا علم ہوا تو اس نے پیغام بھجوایا کہ اگر حضور پسند فرمائیں تو وہ فیری کے کنٹرول روم میں حضور انور کو خوش آمدید کہنا چاہتا ہے اور فیری کے آپریشن کے بارہ میں معلومات مہیّا کرنا چاہتا ہے۔ حضور انور نے فیری کے کپتان کی اس دعوت کو منظور فرمایا اور کنٹرول روم میں تشریف لے گئے۔ فیری کا کنٹرول روم ایک وسیع ہال کی صورت میں تھا جس میں مختلف آلات لگے ہوئے تھے اور وہاں سے باہر سمندر کا صاف منظر نظر آ رہا تھا۔ کپتان نے حضور انور کو راڈار اور فیری کے دیگر مختلف آلات کے آپریشن کے بارہ میں بتایا اور وضاحت کی کہ کس طرح ابر آلود موسم اور اندھیرے میں بھی فیری کو اس کے مقررہ راستہ پر چلایا جا سکتا ہے۔ حضور انور نے ان امور میں نہایت دلچسپی کا اظہار فرمایا اور خود بھی بہت سے امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

حضور انور کچھ دیر کیلئے فیری کے اوپر کھلے حصہ میں تشریف لے گئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد فیری ساڑھے بارہ بجے وینکوور شہر کے پورٹ Tsawwassen پہنچی جہاں سے حضور انور روانہ ہو کر ایک بجے دوپہر اپنی رہائشگاہ پر پہنچے۔ ڈیڑھ بجے حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ چھ بجے حضور انور وینکوور کے شمال میں واقع گراؤز پہاڑ (Grouse Mountain) پر تشریف لے گئے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے کے لئے جو کہ چار ہزار فٹ کی بلندی پر ہے کیبل کار کے ذریعہ روانگی ہوئی۔ کیبل کار اس بلندی کو سات منٹ میں طے کرتی ہے۔ پہاڑ کی یہ چوٹی بادلوں اور دھند میں چھپی ہوئی تھی۔ وہاں کچھ دیر وقت گزارنے کے بعد آٹھ بجے کیبل کار کے ذریعہ نیچے واپسی ہوئی۔ پونے نو بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ پر واپس پہنچے۔ ساڑھے نو بجے حضور انور احمدیہ مشن ہاؤس وینکوور تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

بقیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود از صفحہ نمبر ۴

atrocities``

یعنی اس واقعے سے نازیوں کے مظالم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ پھر لکھتی ہیں کہ:

``Of course we are right to condemn it without reserve, but it was not as great a crime as it would be today``

یعنی جب ہم بغیر کسی جھجک کے اس کی مذمت کرتے ہیں تو ہم حق بجانب ہوتے ہیں لیکن شاید اُس دور میں یہ اتنا بڑا جرم نہ تھا جتنا کہ آج کل ہے۔

دوسرے لفظوں میں ان کے نزدیک حضرت سعدؓ کو ایسا فیصلہ کرنا چاہئے تھا جس کے نتیجے میں ظالموں کو کھلی چھٹی دے دی جاتی تا کہ وہ مذہبی اختلاف کی بنیاد پر خون بہانے کا ایک نیا ریکارڈ قائم کریں اور مظلوموں کے حقوق کا ذکر ہی کوئی نہیں۔ اور اس ضمن میں انہیں نازیوں کے حوالے کی ضرورت کیوں پڑ گئی، خود ان کے وطن انگلستان میں غداری کے مجرموں کو سخت ترین سزا دی جاتی رہی ہے یہاں تک کہ ان کی آنتیں باہر نکال کر جلا دی جاتی تھیں، جسم کے ٹکڑے کر کے نمائش کی جاتی تھی۔ صرف ریڈیو پر پراپیگنڈا کرنے والے کو سزائے موت دے دی گئی تھی۔ جب اپنے وطن میں مظالم کی اتنی عمدہ مثالیں موجود تھیں تو نازیوں کی مثال پیش کرنے کی ضرورت کیا تھی۔

رہی یہ بات کہ آج کل کے دور میں تو اسے بہت برا خیال کیا جاتا ہے جب کہ اُس دور میں اسے اتنا برا نہیں سمجھا جاتا تھا تو اسے پڑھ کر تو ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی آتا ہے۔ نہ جانے یہ الفاظ کس سیّارے پر بیٹھ کر لکھے گئے ہیں۔ اِس دور میں تو ثابت شدہ غداری تو بڑی دور کی بات ہے اگر کسی طاقتور ملک کو مغالطہ بھی ہو جائے کہ کوئی کمزور ملک ان کے مفادات کے خلاف کچھ کر رہا ہے تو pre emptive strike کے نام پر اس پر ہلہ بول دیا جاتا ہے۔ اس کی آبادی پر بمباری کر کے اپنی رعونت کی تسکین کی جاتی ہے۔ معصوم شہری آبادی کی قتل و غارت ہوتی ہے۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ اوہو غلطی ہو گئی، مخبروں نے کچھ مبالغہ کر دیا تھا۔ نہ کوئی باز پرس کرتا ہے اور نہ ہی کسی میں اس کی ہمت ہے کہ یہ پوچھے کہ یہ معصوم اور بچے کس گناہ میں مارے گئے۔ کسی حوالے کی ضرورت نہیں، اگر کیرن آرمسٹرانگ صاحبہ ہاتھ بڑھا کر ٹی وی چلائیں تو جلد یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ ویسے یہ بات قابلِ تعجب ہے کہ یہ غلط فہمی ہوئی کس طرح۔

بعض مغربی مصنفین تو اس سوال سے گریز کر جاتے ہیں لیکن WHT Gairdner جیسے مصنفین کو یہ بات ضرور پریشان کرتی ہے کہ جب فیصلہ حضرت سعدؓ نے کیا تھا تو اس کا ذمہ دار نبی اکرم ﷺ کو کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بہت شد و مد سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت سعدؓ سے فیصلہ تو صرف حقائق پر پردہ ڈالنے کے لئے کرایا گیا تھا۔ ورنہ دراصل تو آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ پہلے ہی بنو قریظہ کے قتل کا فیصلہ کر چکے تھے اور پھر حضرت سعدؓ کو اس لئے سامنے کر دیا تا کہ وہ اس فیصلے کے مطابق بنو قریظہ کو سزا دے دیں لیکن آنحضرت ﷺ پر اس کی ذمہ داری نہ آئے۔ اور پھر اپنی طرف سے یہ نکتہ بھی پیش فرمایا ہے کہ اصل میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعدؓ کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ وہ جنگ میں زخمی ہوئے تھے اور اس وجہ سے ان کے دل میں بنو قریظہ کے خلاف شدید جذبات ہونا ایک قدرتی بات تھی۔

اب تاریخی حقائق کی روشنی میں اس انوکھے نکتہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ پہلے کسی نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے فیصلے پر اترنا قبول کر لو لیکن اس کی بجائے بنو قریظہ نے کہا کہ وہ اس شرط پر ہتھیار رکھیں گے کہ سعد بن معاذ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں۔ اس پر رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا انہی کے حکم پر سہی۔ اس پر بنو قریظہ نے ہتھیار رکھے (تاریخِ طبری جلد 1 ص296)۔ پھر حضرت ابو سعید کی اس روایت میں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے صاف طور پر لکھا ہے کہ بنو قریظہ اس شرط پر قلعے سے باہر آئے تھے کہ حضرت سعدؓ ان کے معاملے کا فیصلہ کریں گے۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی، صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر)۔ ان روایات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنو قریظہ نے خود بطور منصف حضرت سعد بن معاذؓ کا انتخاب کیا تھا۔

ان روایات کی موجودگی میں یہ مفروضہ کہ دراصل فیصلہ تو آنحضرت ﷺ کا تھا لیکن انہوں نے حضرت سعدؓ کو اس لئے سامنے کر دیا تا کہ ان پر نام نہ آئے، ایک بے معنی دعویٰ ہے۔ ان کا یہ مضمون Muhammad without camouflage انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور مشہور مغربی مصنف منٹگمری واٹ صاحب کو یہ فکر لاحق ہوئی ہے کہ اگر یہ بیان کر دیا جائے کہ بنو قریظہ نے پہلے مسلمانوں سے معاہدہ کیا اور پھر عہد شکنی کر کے مشرکین سے مل گئے تو پھر کوئی انصاف پسند تو انہیں بے قصور نہیں سمجھ سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اس مخمصے سے نکلنے کا ایک راستہ نکالا ہے۔ وہ اپنی کتاب Muhammad Prophet and statesman کے صفحہ 170 پر بنو قریظہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"They seem to have had a treaty with Muhammad but it is not clear whether they were expected to give him active support."

ترجمہ: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا محمد (ﷺ) سے ایک معاہدہ تھا مگر یہ واضح نہیں ہے کہ اس کی رو سے انہیں آنحضرت ﷺ کی پوری مدد کرنا لازم تھا یا محض غیر جانبدار رہنا کافی تھا۔

اول تو ان کا یہ لکھنا کہ 'ایسا معلوم ہوتا ہے' کہ کوئی معاہدہ ہوا تھا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ صرف 'معلوم' نہیں ہوتا بلکہ تمام معتبر تاریخی کتب سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ بنو قریظہ نے مسلمانوں سے یہ معاہدہ کیا تھا۔ اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور ان کی دوسری بات کہ یہ واضح نہیں کہ معاہدے کی شرائط کی رو سے بیرونی حملے کی صورت میں بنو قریظہ کو کیا کرنا چاہئے تھا، یہ غلطی پہلی غلطی سے بھی بڑی غلطی ہے۔ مناسب ہوگا کہ تاریخی حقائق کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیں۔

سیرت ابنِ ہشام میں تفصیل سے میثاقِ مدینہ کی شرائط درج ہیں۔ بیرونی حملے کی صورت میں معاہدے کے شرکاء کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہئے، یہ بھی معاہدے میں بڑی وضاحت سے طے ہوا تھا۔ سیرت ابنِ ہشام میں درج ان شرائط سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

☆ کوئی مشرک قریش میں سے کسی کو جان و مال کی پناہ نہیں دے گا اور نہ مسلمان کے مقابلے میں اس کی حمایت کرے گا۔

☆ یہودی بھی اپنا مال جس وقت لڑیں گے مسلمانوں کے ساتھ خرچ کریں گے۔

☆ اور بے شک یہود کا خرچ ان کے ذمے ہے اور مسلمانوں کا خرچ ان کے ذمے ہے۔

☆ اور ان پر یہ بات لازم ہے کہ اس عہد نامہ کے شریکوں میں سے جس کو جنگ درپیش ہوگی سب اس کی مدد کریں گے۔ (سیرت ابن ہشام جلد1 صفحہ 338-339)

نہ معلوم واٹ صاحب پر یہ بات مشتبہ کیوں ہو رہی ہے کہ، مدینہ پر مشرکین کے حملے کے موقع پر معاہدے کی رو سے بنو قریظہ کے کیا فرائض بنتے تھے۔ صاف سی بات ہے کہ ان کا فرض تھا کہ قریش کی کسی قسم کی مدد نہ کرتے، مدینہ کے دفاع کے لئے مسلمانوں کی ہر قسم کی مدد کرتے اور دفاع کے واسطے اپنا مال بھی خرچ کرتے۔ لیکن انہوں نے عملاً یہ کیا کہ حملہ آوروں سے ساز باز کی اور بڑی بے شرمی سے اس وقت معاہدہ توڑنے کا اعلان کیا جب مسلمان ہر طرف سے گھر چکے تھے۔ پھر حملہ آوروں سے مل کر سازش کی کہ ان کو مدینہ پر حملہ کرنے کا راستہ دیا جائے گا اور بنو قریظہ ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا قتلِ عام کریں گے۔ بلکہ سب سے پہلے عورتوں اور بچوں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے لئے جاسوسی کا کام شروع بھی ہو گیا۔ ایک نظر ان حقائق پر ڈالیں اور ایک نظر واٹ صاحب کی تحریر پر ڈالیں۔ کس دیدہ دلیری سے سچائی کا خون کر کے بنو قریظہ کی کارستانیوں پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ ولیم میور صاحب نے اپنی کتاب میں بنو قریظہ کے واقعہ پر کیا تبصرہ کیا ہے۔ اس واقعہ کو لکھتے ہوئے، ان کی تحریر ڈرامائی انداز اختیار کر لیتی ہے۔ اور اِس میں ٹھوس تاریخی حقائق کے بیان کی بجائے وہ رنگ ڈھنگ نمایاں ہو کر سامنے آ جاتا ہے جو بالعموم غیر معیاری اخباروں کا ہوتا ہے۔ مثلاً وہ جب اس مرحلے پر پہنچتے ہیں جب حضرت سعد بن معاذؓ اپنا فیصلہ سنا رہے تھے تو اس طرح منظر کشی کرتے ہیں کہ اس وقت بنو قریظہ کے مردوں کے چہروں پر مایوسی چھائی تھی، بنو قریظہ کی عورتوں اور چھوٹے بچوں کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو رہے تھے اور مسلمان یہ سوچ رہے تھے کہ جب ان کے خلاف فیصلہ ہو جائے گا تو ہم ان کے اموال پر قبضہ کریں گے۔ میور صاحب تاریخی حقائق کے بجائے اپنے تخیلات سے منظر کشی کر رہے ہیں۔ تاریخی روایات میں تو ظاہر ہے کہ یہ نہیں لکھا کہ اس وقت مسلمان کیا سوچ رہے تھے اور نہ یہ سوچیں تاریخی روایات میں آ سکتی تھیں۔ میور صاحب کو یہ کہاں سے پتہ چل گیا کہ اس وقت مسلمان کیا سوچ رہے تھے۔ اور نہ تاریخی روایات میں یہ درج ہے کہ اس وقت بنو قریظہ کی عورتوں اور بچوں کے رنگ خوف سے زرد ہو رہے تھے یا اپنی قوم کی غداری کا سوچ کر سرخ ہو رہے تھے۔ بہتر ہوتا کہ میور صاحب ٹھوس تاریخی روایات پر بنیاد رکھ کر کوئی علمی بحث اٹھاتے۔ اس کے بعد وہ ایک طرف تو تسلیم کرتے ہیں کہ بنو قریظہ نے غداری کی تھی اور دوسری طرف وہ سخت الفاظ میں حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اس کو monstrous cruelty یعنی بہیمانہ ظلم اور دامن پر ایسا بدنما داغ قرار دیتے ہیں جسے دھویا نہیں جا سکتا۔ ان کے اس تبصرے کا جائزہ لینے کے لئے دو پہلوؤں کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ جس مذہب کا وہ پرچار کرتے تھے، اُس کی مقدس کتاب میں اس صورتِ حال میں مجرموں کے لئے کیا سزا تجویز کی گئی ہے۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس قوم سے وہ تعلق رکھتے تھے بلکہ جس کی حکومت کے وہ اعلیٰ عہدیدار تھے، وہ قوم وہ حکومت ایسے مجرموں سے کیا سلوک کرتی تھی۔

ولیم میور صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ عیسائیت اور بائبل کی تبلیغ میں گزرا تھا۔ ہندوستان میں اپنے چالیس سالہ قیام کے دوران وہ اس مقصد کے لئے کئی کتب اور ٹریکٹ لکھتے رہے۔ اور دیکھنا یہ ہے کہ بائبل میں اس ضمن میں کیا تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ پہلے استثناء باب 20 کا حوالہ دیا جا چکا ہے بائبل میں ایسی صورت میں جب کہ افواج کسی قلعے کا محاصرہ کریں تو بڑی وضاحت سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اس کے سب مردوں کو موت کے گھاٹ اتار دو۔ اور اگر یہ جنگ ارضِ مقدس میں ہو رہی ہو تو مردوں کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنے کی بہت تاکید ہے۔ جب اپنی مقدس کتاب میں یہ احکامات موجود ہیں تو پھر حضرت سعدؓ کے فیصلے پر اعتراض بے معنی ہے۔ اور یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ ایک جج کسی قانون کے ماتحت فیصلہ کرتا ہے۔ اور میثاقِ مدینہ کی رو سے یہود کو مذہبی آزادی حاصل تھی اور یہ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے پاس یہود کا کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو توراۃ کی شریعت کی رو سے ان کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ (سنن ابو داؤد باب نمبر 344)

تو اس صورت میں جب حضرت سعدؓ نے توراۃ کی تعلیم کے مطابق ان کا فیصلہ کر دیا تو اعتراض کرنے والے عیسائی اور یہودی مصنفین کو اگر اعتراض کرنا چاہئے تو اپنی مقدس کتاب کی تعلیم پر کرنا چاہئے۔ حضرت سعدؓ کے فیصلے کی باری تو بہت بعد میں آئے گی۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیه :دوره مشرقی افریقه از صفحه 16

پیش کئے۔

حضور انور نے ہسپتال کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا۔اس ہسپتال میں پہلے الٹرا ساؤنڈ کی سہولت نہیں تھی اب پہلی بار یہاں الٹرا ساؤنڈ کی ایک نئے ماڈل کی مشین مہیّا کی گئی ہے۔حضور انور نے فیتہ کاٹ کر اس کا افتتاح فرمایا اور اپنے دست مبارک سے الٹرا ساؤنڈ مشین کو ON کیا اور ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر مشین کا استعمال بھی فرمایا۔حضور انور نے مشین اور اس کی سروس کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔

حضور انور نے ہسپتال کے آپریشن تھیٹر کا بھی معائنہ فرمایا اور اس میں نصب مشینوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔حضور انور نے ڈاکٹر رفیع احمد صاحب کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ ’’ڈاکٹر صاحب ایسے اچھے سرجن ہوں گے کہ علاقہ یاد کرے گا۔‘‘

حضور انور نے Private Rooms ، Laboretory اور Dental Section کا بھی معائنہ فرمایا ۔اور نئی ڈینٹل چیئر لینے کی ہدایت فرمائی۔حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ خوبصورت بورڈ انگریزی میں لکھ کر ہر شعبہ کے دروازہ پر لگوائیں۔

احمدیہ ہسپتال Kihonda کے معائنہ کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے ڈاکٹر صاحب کی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا اور بعض امور کے بارہ میں ہدایات دیں۔

طلباء جامعہ احمدیہ سے خطاب

ڈاکٹر صاحب کے گھر کے ایک حصہ میں جامعہ احمدیہ موروگورو کے طلباء نے حضور انور کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل کی ۔حضور انور نے طلباء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ انگریزی زبان بھی سیکھیں اور اردو زبان بھی سیکھیں ۔حضور انور نے فرمایا جن طلباء کی خواہش ہے کہ وہ یہاں کا کورس مکمل کرنے کے بعد مزید سات سال کا کورس کر کے باقاعدہ مبلغ بن سکیں تو ایسے طلباء جو ذہین اور ہوشیار ہوں گے اور ان کو انگریزی اور اردو اور کسی حد تک عربی زبان آتی ہو گی تو ہم ان کے انتظام کی کوشش کریں گے کہ وہ باہر کے کسی ملک کے جامعہ میں مزید پڑھ سکیں۔

حضور انور نے فرمایا آپ نے اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کے لئے معلم بننے کے لئے پیش کیا ہے اس لحاظ سے آپ کو اپنی تربیت کی طرف توجہ دینی چاہئے اور پڑھائی کی طرف توجہ دینی چاہئے کیونکہ اب آپ عام احمدی نہیں رہے۔آپ نے وقف کر کے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر، آنحضرت ﷺ کے پیغام کو پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے ۔اب دنیاوی خواہشات ختم ہو جانی چاہئیں۔صرف ایک خواہش رہنی چاہئے کہ ہم نے دین میں ترقی کرنی ہے، روحانیت میں ترقی کرنی ہے۔دینی تعلیم حاصل کرنی ہے اور جماعت کی خدمت کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگر آپ اس سوچ کے ساتھ پڑھیں گے ، دین کی خدمت کریں گے تو خدا تعالیٰ آپ کے سب مسائل حل کر دے گا۔حضور انور نے فرمایا بعض دفعہ دوسروں کو دیکھ کر یہ خیال آجاتا ہے کہ فلاں مالی لحاظ سے ہم سے بہتر ہے اور ہم کمزور ہیں ۔حضور انور نے فرمایا کہ یہ خیال نہیں آنا چاہئے ۔مالی لحاظ سے خدا تعالیٰ آپ کی ضروریات پوری کرے گا۔حضور انور نے آخر پر فرمایا: کہ خاص طور پر سب سے ضروری چیز نمازوں کی ادائیگی ہے۔ دعاؤں پر زور دیں ، تہجد اور نوافل پر زور دیں ۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو یہ توفیق دے کہ آپ انشاء اللہ یہاں سے اعلیٰ معیار کے مبلغ بن کر نکلیں۔

اس کے بعد حضور انور نے تمام طلبا کو جن کی تعداد 21 تھی شرف مصافحہ بخشا ۔اس کے بعد حضور انور احمدیہ مشن ہاؤس موروگورو تشریف لے آئے۔

مسجد اور مشن ہاؤس موروگورو کے مین گیٹ کے باہر چوراہے پر Vodacom موبائل فون کمپنی کی طرف سے 6 x 12 میٹر کا ایک Advertisement Board لگایا ہوا ہے ۔اس بورڈ پر اسی سائز کا ایک بینرز تیار کر کے لگایا گیا تھا جس پر حضور انور کے استقبال کے لئے خیر مقدمی کلمات درج تھے ۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا یہاں یہ بینرز لگانے کی اجازت حاصل کر لی گئی تھی؟ جس کے جواب میں منتظمین نے بتایا کہ باقاعدہ متعلقہ محکمہ سے اجازت حاصل کی گئی تھی ۔ یہ بینرز سائز میں بہت بڑا ہونے کی وجہ سے دور سے نظر آتا ہے۔

نیشنل مجلس عاملہ تنزانیہ کے ساتھ میٹنگ

احمدیہ مشن ہاؤس موروگورو میں چھ بجکر پچیس منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ تنزانیہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور نے باری باری تمام شعبہ جات کے سیکرٹریان سے ان کے کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہر سیکرٹری کو تفصیلی ہدایات سے نوازا ۔اور آئندہ کے پروگراموں ، پلاننگ اور منصوبہ بندی کے بارہ میں ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے ان کے سالانہ بجٹ، چندوں اور مالی قربانی کے معیار کا بھی تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا اور انہیں توجہ دلائی کہ اپنے مالی قربانی کے معیار کو بڑھائیں۔ایک عام ملازم کی جو ماہانہ آمد ہے اس کے مطابق اگر کم سے کم معیار پر بھی چندہ کی ادائیگی ہو تو آپ کا بجٹ دوگنا ہو سکتا ہے۔

حضو رانور نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو تعلیم دیں۔انہیں ایجوکیٹ (Educate) کریں اور چندہ کی اہمیت بتائیں۔قرآن کریم میں نمازوں کے حکم کے بعد مالی قربانی کا حکم ہے، چندہ کی ادائیگی کا حکم ہے۔فرمایا چندہ کی ادائیگی ایمان میں زیادتی کا موجب بنتی ہے۔

حضور انو ر نے شعبہ تبلیغ ،تربیت ،تعلیم ، وقف نو، امور عامہ اور سمعی بصری اور جائیداد کو بھی تفصیلی ہدایات دیں اور ہر معاملہ میں ان کی رہنمائی فرمائی۔

حضور انور نے خصوصی طور پر شعبہ رشتہ ناطہ کا قیام فرمایا اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ۔حضور انور نے تنزانیہ میں ریڈیو سٹیشن کے قیام کا جائزہ لینے کے بارہ میں ہدایت فرمائی۔شعبہ زراعت کا بھی حضور انور نے قیام فرمایا اور Farming کے بارہ میں بعض انتظامی فیصلے فرمائے اور ہدایات دیں۔

نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ یہ میٹنگ رات آٹھ بجکر 25 منٹ تک جاری رہی۔ اس کے بعد حضو رانور نے احمدیہ مسجد موروگورو میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ ہوٹل Oaisis تشریف لے گئے ۔اسی ہوٹل میں جماعت کی طرف سے ایک Reception (تقریب عشائیہ) کا اہتمام کیا گیا تھا۔

تقریب عشائیہ

اس تقریب عشائیہ میں درج ذیل شخصیات شامل ہوئیں۔ آنریبل ریجنل کمشنر، آنریبل ڈپٹی منسٹر فار کمیونٹی ڈویلپمنٹ، Gender اینڈ چلڈرن، لارڈ میئر موروگورو، ریجنل چیئر مین CCM (رولنگ پارٹی) ، ڈائریکٹر آف موروگورو میونسپل کونسل ،ریجنل پروٹوکول آفیسر ، میونسپل میڈیکل آفیسر، آنریبل Megreta ممبر آف پارلیمنٹ، اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ،ریجنل ٹریفک پولیس آفیسر اور ریجنل مینجر TTCL اور دیگر زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات شامل ہوئیں۔

مہمان خواتین کے لئے علیحدہ ہال میں انتظام کیا گیا تھا۔ان خواتین نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کے ساتھ کھانا تناول کیا اور حضرت بیگم صاحبہ سے ملاقات کی۔

اس تقریب عشائیہ کا آغاز رات نو بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد موروگورو جماعت کے صدر Mr.Kalema نے حضور انور کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا اور جماعت اور خلافت احمدیہ کے ساتھ وفاداری کا عہد کیا اور حضور انور کی خدمت میں جماعت کے لئے استقامت کی دعا کی درخواست کی ۔اس کے بعد صدر صاحب نے جماعت کا تعارف کروایا۔

اس کے بعد ڈسٹرکٹ کمشنر کے نمائندہ نے شہر کے معززین کا تعارف حضور انور سے کروایا۔اس تعارف کے بعد میئر آف موروگورو نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت کی خدمات کی تعریف کی ۔میئر موصوف نے حضور انور کی خدمت میں موروگورو میونسپلٹی کی طرف سے تحائف پیش کئے ۔جس میں موروگورو میونسپلٹی کا مونوگرام بھی شامل تھا۔

میئر کے بعد ڈپٹی منسٹر برائے Community Develoment Gender and Children نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔انہوں نے بتایا کہ جب 1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ یہاں تشریف لائے تھے تو وہ حضور انور سے بھی ملی تھیں ۔انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ اور حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ کے بارہ میں تعریفی کلمات کہے اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی ۔ڈپٹی منسٹر نے خصوصی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ تنزانیہ کا اختتامی خطاب کا حوالہ دیا جس میں حضور انور نے امن، محبت اور اتحاد کا پیغام دیا تھا۔انہوں نے کہا کہ تنزانیہ ایک سیکولر ملک ہے جس کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ ہر مذہب کے لوگ آزاد ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ کے مطابق عمل کریں اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کریں۔ڈپٹی منسٹر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کو خوش آمدید کہا اور حضور سے درخواست کی کہ وہ دعا کریں کہ اس سال اکتوبر میں ہونے والے انتخابات پُرامن طور پر انجام پائیں۔

ڈپٹی منسٹر کی تقریر کے بعد آنریبل ریجنل کمشنر Mr.Stephen Mashishaja نے اپنی تقریر میں موروگورو ریجن کا تعارف پیش کیا اور دلچسپ معلومات فراہم کیں ۔انہوں نے احمدیہ میڈیکل سنٹر کی خدمات کو سراہا اور جماعت کو اپنی خدمات وسیع کرنے کی درخواست کی ۔اپنے خطاب میں ریجنل کمشنر نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے افراد ان کی ریجن کے بہترین لوگوں میں سے ہیں جو پُرامن شہری ہیں اور حکومت کے ساتھ خوشگوار تعلقات رکھتے ہیں۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ وہ یہ بات اس لئے نہیں کہہ رہے کہ حضور یہاں موجود ہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے ۔انہوں نے پیشکش کی کہ اگر حضور پسند فرمائیں تو وہ حضور کو موروگورو میں ایک رہائشی پلاٹ تحفہ کے طور پر دینے کو تیار ہیں۔آخر پر موصوف نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

ریجنل کمشنر کے خطاب کے بعد حضور انور نے معززین شہر اور حکومتی افسران کا شکریہ ادا کیا اور ریجنل کمشنر کی طرف سے حضور انور کو موروگورو میں پلاٹ دینے کی پیشکش پر شکریہ ادا کیا۔اور فرمایا کہ مغربی افریقہ میں بورکینا فاسو کے پرائم منسٹر نے ملاقات کے بعد مجھ سے کہا کہ میں اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد بورکینا فاسو میں قیام کروں ۔حضور انور نے فرمایا کہ اس پر میں نے اُسے کہا کہ میرے عہدہ میں کوئی ریٹائرمنٹ نہیں ہے، جب تک زندہ ہوں اپنی کمیونٹی کے لئے ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حاضرین نے کھانا تناول فرمایا جس کے بعد رات 10:30 بجے یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی ۔اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

15 رمئی بروز اتوار 2005ء

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ مسجد موروگورو میں پڑھائی۔آج پروگرام کے مطابق موروگورو سے ڈڈومہ (Dodoma) کے لئے روانگی تھی۔ موروگورو سے ڈڈومہ کا فاصلہ 300 کلو میٹر ہے۔ 8:30 بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور روانگی سے قبل دعا کروائی۔حضور انور نے اس موقع پر موجود موروگورو جماعت کے عہدیداران کو شرف مصافحہ بخشا۔

Chalinze میں مسجد کا افتتاح

موروگورو سے 250 کلومیٹر کے فاصلہ پر Chalinze کے مقام پر نئی تعمیر ہونے والی احمدیہ مسجد کے افتتاح کا پروگرام تھا۔ حضور انور دس بجکر پچاس منٹ پر احمدیہ مسجد Chalinze پہنچے یہاں کی ساری جماعت نومبائعین پر مشتمل ہے۔احباب جماعت مرد وخواتین، بچوں، بوڑھوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔جماعتی عہدیداران نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔اس کے بعد حضور انور مسجد میں تشریف لے گئے اور مسجد کی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

حضور انور کا استقبال کرنے والوں میں اس علاقہ کے ممبر پارلیمنٹ Hon.Hezekiah V.N Chibulunje جو کہ Deputy Minister of Cooperatives & Marketing بھی موجود تھے۔انہوں نے حضور انور کو اپنے علاقہ میں آمد پر خوش آمدید کہا اور جماعت کی تعریف کی اور کہا کہ ہم باہم ملکر کام کر رہے ہیں ۔حضور انور کا ہمارے علاقہ میں آنا ہمارے لئے ایک اعزاز ہے۔حضور انور نے ڈپٹی منسٹر سے اس علاقہ میں تعلیمی وطبّی سہولیات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔منسٹر نے بتایا کہ لوکل کمیونٹی اور حکومت کی مدد سے ایک سیکنڈری سکول ابھی کھولا گیا ہے۔کلاسز شروع ہو چکی ہیں۔

مسجد کے ساتھ ہی جماعت نے ایک ہینڈ پمپ لگوایا ہے جس کے پانی سے اردگرد کی آبادی مستفید ہو رہی ہے۔حضور انور نے اس نلکے کا پانی بھی چکھا اور پھر اس پانی کا لیبارٹری ٹیسٹ کروانے کی ہدایت بھی فرمائی۔ نیز ٹیوب ویل کی منظوری عطا فرماتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی کہ کھدوائی زیادہ گہرائی تک کروائی جائے اس سے میٹھے اور صاف پانی کے حصول کا زیادہ امکان ہے۔

ڈڈومہ میں ورود مسعود

گیارہ بجکر دس منٹ پر یہاں سے آگے ڈڈومہ کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے ڈڈومہ کا فاصلہ 50 کلو میٹر ہے ۔قریبًا پونے بارہ بجے حضور انور ڈڈومہ پہنچے ۔جب حضور انور کینیا سے تنزانیہ پہنچے تھے تو ائیر پورٹ پر VIP لاؤنج میں نیشنل اسمبلی کے سپیکر حضور انور سے ملے تھے اور انہوں نے حضور انور سے درخواست کی تھی کہ جب حضور ڈڈومہ آئیں تو ان کے گھر قیام کریں۔حضور انور نے

ان سے ان کے گھر آنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ ڈڈومہ پہنچنے کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور سب سے پہلے سپیکر صاحب کے گھر تشریف لے گئے ۔یہاں Dodoma کے میئر نے حضو رانور کو خوش آمدید کہا۔ ڈڈومہ ریجن کے مبلغ غلام مرتضٰی صاحب نے جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ میئر نے حضور انور کو ایک روایتی چادر پہنائی۔ Dodoma شہر ملک تنزانیہ کا دارالحکومت بن رہا ہے ۔دارالسلام سے گورنمنٹ کے دفاتر اور سرکاری محکمے آہستہ آہستہ یہاں منتقل ہورہے ہیں۔

ڈڈومہ کے دارالحکومت بننے کے تعلق میں حضور انور نے میئر کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ حضور انور نے سپیکر کے گھر کچھ دیر قیام فرمایا اور دوپہر کا کھانا یہاں تناول فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور اپنی جائے رہائش New Dodoma Hotel تشریف لے آئے۔

ساڑھے چار بجے حضور انور نے احمدیہ مسجد ڈڈومہ میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔حضور انور کے استقبال کے لئے بعض غیر از جماعت مہمان بھی آئے ہوئے تھے۔ نمازوں کے بعد حضور انور ان مہمانوں کی طرف تشریف لے گئے ۔ پریس ،میڈیا کے لوگ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اس کے بعد حضور انور خواتین کے حصہ کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں شرف زیارت بخشا۔

مبلغین تنزانیہ کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد پروگرام کے مطابق مبلغین کرام تنزانیہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ ہوئی ۔حضور انور نے دعا کروائی ۔حضور انور نے تفصیل کے ساتھ گزشتہ سالوں میں ہونے والی بیعتوں کا ریجن وائز اور علاقہ وائز جائزہ لیا۔ نو مبائعین سے رابطہ اوران کو سنبھالنے کے بارہ میں جائزہ لیا اور اس سلسلہ میں ہونے والے نقصان اور مبلغین کو ان کی کمزوریوں کی طرف غیر معمولی طور پر توجہ دلائی ۔اور تمام مبلغین کو اپنے اپنے علاقہ کی تمام جماعتوں سے رابطہ اور دورہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ آپ کا اپنی ہر جماعت سے مستقل رابطہ رہنا چاہئے ۔حضور انور نے بہت سے انتظامی معاملات کا بھی جائزہ لیا اور ہدایات دیں ۔یہ میٹنگ سات بجے ختم ہوئی۔ میٹنگ کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس میں مبلغ سلسلہ ڈڈومہ ریجن غلام مرتضٰی صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔

سوا سات بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء مسجد احمدیہ ڈڈومہ میں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مسجد میں موجود تمام احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔

استقبالیہ تقریب

اس کے بعد حضور انور New Dodoma Hotel تشریف لے آئے ۔اسی ہوٹل میں جماعت کی طرف سے ایک Reception (تقریب عشائیہ) کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں درج ذیل شخصیات شامل ہوئیں ۔ڈڈومہ ریجن کے میئر ،ڈڈومہ ریجن کے D.C، قائمقام ریجنل کمشنر ،ریجنل ایڈمنسٹریٹر سیکرٹری O.C.S، سنٹرل پولیس ،چار کونسلر ،تین ٹی وی چینلز ITV، T.TV اور Channal Ten کے نمائندے، Mwangaza ریڈیو کا نمائندہ ،اس کے علاوہ بارہ جرنلسٹ ،چیئرمین سکھ کمیونٹی اور چیئرمین برائے مسلم حقوق کے نمائندہ شامل ہوئے ۔اس کے علاوہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات شامل ہوئیں۔

مہمان خواتین کے لئے علیحدہ ہال میں انتظام کیا گیا تھا۔ ان خواتین نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کے ساتھ کھانا تناول کیا اور حضرت بیگم صاحبہ سے ملاقات کی۔

اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد حضور انور نے دعا کروائی ۔بعد ازاں حاضرین نے کھانا تناول فرمایا۔ اس تقریب کے آخر پر میئر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں حضو رانور کی یہاں آمد کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ایسے لوگ جہاں سے بھی گزرتے ہیں وہاں پیار و محبت بکھیرتے ہیں ۔آج ہم نے حضور انور کے وجود سے بہت برکت پائی ہے۔ اب میں احمدیت کو سمجھنے لگا ہوں۔ آپ جب تک یہاں ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ میں سب کا شکرگزار ہوں کہ آپ اتنے عظیم رہنما کو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں۔

پریس میڈیا کے نمائندگان سے ملاقات

اس کے بعد پریس، میڈیا کے نمائندگان کے سوالات کے جوابات حضور انور نے عطا فرمائے ۔اس سوال کے جواب میں کہ اسلام میں بہت سے فرقے ہیں اب ایک آپ کا بھی ہے۔ آپ باقیوں کے ساتھ کیوں نہیں ملتے بجائے علیحدہ بنانے کے؟

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ کہ عیسائیوں کے بھی بہت فرقے ہیں ۔اس طرح اسلام میں بھی ہیں ۔لیکن فرق یہ ہے کہ اسلام میں فرقوں کی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہم نے آنے والے مسیح ومہدی کو مانا ہے جب کہ دوسرے ابھی انتظار کر رہے ہیں ۔حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے آنے والے مہدی کی نشانی یہ بھی بتائی تھی کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو سورج اور چاند کو رمضان کے مہینہ میں گرہن لگے گا ۔حضور انور نے تفصیل کے ساتھ حدیث کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت یہ گرہن لگا اور یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ مذہب کے نام پر ظلم کرنا، دہشت گردی اور معصوموں کی جان لینا یہ سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر ہر مذہب کے ماننے والے اپنی بنیادی تعلیمات کے مطابق عمل کریں، ایک خدا کی عبادت کریں، آپس میں امن اور محبت سے رہیں تو پھر معاشرہ میں، ہر ملک میں امن ہوگا اور دنیا میں امن ہوگا۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ڈڈومہ کے بارہ میں، میں ابھی کچھ بتا نہیں سکتا کیونکہ آج دوپہر کو پہنچا ہوں اور اپنی رہائشگاہ ہوٹل سے مسجد تک آیا ہوں ۔ابھی علاقہ دیکھا نہیں ہے۔

رات 10:30 بجے یہ تقریب ختم ہوئی ۔اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

16/ مئی بروز سوموار 2005

نماز فجر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد احمدیہ ڈڈومہ میں پڑھائی۔

آج پروگرام کے مطابق ڈڈومہ سے دارالسلام کیلئے براستہ موروگورو روانگی تھی۔ نو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی قیام گاہ سے باہر تشریف لائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کیلئے آنے والے احباب اور جماعتی عہدیداران کو حضور انور نے شرفِ مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور ڈڈومہ سے موروگورو کیلئے روانگی ہوئی ۔تین صد کلومیٹر کے اس سفر کے بعد پونے ایک بجے حضور انور موروگورو پہنچے جہاں مقامی جماعت نے OAISIS HOTEL میں کچھ دیر قیام اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔

پونے تین بجے حضور انور نے احمدیہ مسجد موروگورو میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد موروگورو سے دارالسلام کیلئے روانگی ہوئی۔ دو صد کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد پانچ بجے دارالسلام آمد ہوئی۔ حضور انور اپنی قیامگاہ ہوٹل MOVIN PICK تشریف لے گئے۔

چھ بجے حضور انور احمدیہ مشن ہاؤس دارالسلام تشریف لائے اپنے دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتر میں ملاقاتیں فرمائیں۔

نیشنل مجلسِ عاملہ لجنہ اماء اللہ تنزانیہ کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو ساڑھے سات بجے تک جاری رہی ۔حضور انور نے لجنہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور انہیں ہر شعبہ کے بارہ میں تفصیلی ہدایات دیں۔

اس کے بعد معلّمین تنزانیہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ حضور انور نے معلّمین کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ہدایت دی کہ آپ نے نومبائعین سے رابطہ بحال کرنے ہیں اور ان کو اپنے نظام میں شامل کرنا ہے ۔اپنے اپنے علاقہ کی تمام جماعتوں کے دورے کریں ۔اپنے اندر نئی روح پیدا کریں اور کام کریں ۔حضور انور نے معلّمین کی ضرورتوں اور بہت سے انتظامی معاملات کا جائزہ لیا اور موقع پر تفصیلی ہدایات دیں۔

میٹنگ کے بعد حضور انور نے معلّمین کو قلم عطا فرمائے۔ اس کے بعد ان معلّمین نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

آٹھ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور نے ''مسجد سلام'' (دارالسلام) میں مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھائیں ۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے ۔آج کا دن تنزانیہ میں قیام کا آخری دن تھا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

ان گنت مخلوق جو انسان کی خدمت پر مامور ہے

سمندر کے اندر موجود نوّے فیصد مخلوق اتنی چھوٹی ہے کہ ہم ننگی آنکھ سے اُسے دیکھ نہیں سکتے۔ اس کا سائز ایک ملی میٹر کے دسویں حصہ سے لے کر اس کے ہزارویں حصہ تک ہوتا ہے۔ ایک ایک خلیہ والی مخلوق (Single Cell Organism) جس کو Protist کہتے ہیں اسے خوردبین سے دیکھیں تو ان کی عجیب و غریب اور پیچیدہ ڈیزائن والی شکلیں ابھر کر سامنے آتی ہیں ۔کوئی لمبوتری گاجر جیسی، کوئی بالکل گول، کوئی دائرہ کے باہر چھ پہلوؤں والی، کوئی گلوب یا ٹوکری جیسی شکل کی ۔سمندر سے ایک گلاس پانی کا لیں تو اس میں یہ کئی کروڑ کی تعداد میں پھدکتی نظر آئیں گی۔

پچھلے چودہ سال سے آسٹریلیا کی ایک خاتون سائنسدان ان پر تحقیق کر رہی ہیں۔ Fiona Scott کا کہنا ہے کہ اگر یہ ننھی مخلوق نہ ہوتی تو سمندری جانوروں کے لئے خوراک نہ ہوتی اور زمین کی جاندار مخلوق کو آکسیجن نہ ملتی۔ وہ کہتی ہیں کہ سمندری حیات کے لئے (جس پر انسانوں کا دار ومدار ہے) خوراک کی تیاری کے سلسلہ کا آغاز اسی ننھی مخلوق سے ہوتا ہے۔ دوسرا بہت اہم کام جو یہ سرانجام دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ تمام ذی حیات مخلوق جو کاربن ڈائی آکسائیڈ اپنے سانس وغیرہ کے ذریعہ بناتی ہے اس کے نصف حصہ کو دوبارہ آکسیجن میں تبدیلی کرنے کا عظیم کارنامہ بھی یہی ننھی مخلوق سرانجام دیتی ہے۔ یہ انہیں کی پیدا کردہ آکسیجن ہے جس میں ہم سانس لیتے ہیں۔ Fiona Scoit ان جانداروں کو ''آکسیجن انجن'' کا نام دیتی ہیں۔ (اگر زمین کی 50 فیصد کاربن ڈائی آکسائیڈ فضا میں جمع ہوتی رہے اور دوبارہ آکسیجن میں تبدیل نہ ہو تو زندہ مخلوق شاید دم گھٹ کر مر جائے۔ اس لئے جب سمندروں کے دوسرے فوائد پر غور کریں تو ان میں بسنے والی اس ننھی منی مخلوق کو بھی یاد کرنا نہ بھولیں)۔

(ماخوذ از سڈنی مارننگ ہیرلڈ 20/ اپریل 2005ء)

خدا کی قدرت ہے کہ جس طرح سمندروں کی 90 فیصد مخلوق نظر نہیں آتی مگر عظیم کارنامے سرانجام دیتی ہے اسی طرح کائنات میں بکھرا ہوا 90 فیصد مادہ ایسا ہے جو کُرّوں کی شکل میں تو نہیں ڈھلا مگر کائنات کے استحکام میں کئی طریق سے اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ پھر ہر پودہ جو اناج، سبزہ یا پھل وغیرہ کا اگتا ہے اس کی جڑوں میں کروڑوں ننھے مزدور کام کر رہے ہوتے ہیں جو بظاہر نظر نہیں آتے مگر مٹی سے ان پودوں کے لئے غذا تیار کرتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بتاؤ تو جو کچھ تم بوتے ہو ان کو تم اُگاتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا کی مخلوق پر جتنا بھی غور کیا جائے دل سے یہی آواز آتی ہے کہ اے خدا! تیرا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں۔ ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (آل عمران: 191)

(مرسلہ: خالد سیف اللہ خان ۔آسٹریلیا)

MOT

Cars: £35 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

مکان برائے فروخت

موررڈن مسجد بیت الفتوح سے دس منٹ پیدل کے فاصلے پر 4 کمروں پر مشتمل، 2 باتھ روم، کچن، ڈبل سٹنگ اور ڈائننگ، گیرج، سامنے اور پچھلی طرف گارڈن، سنٹرل ہیٹنگ، ڈبل گلیزنگ کے ساتھ۔

خواہشمند حضرات درج ذیل فون پر رابطہ فرمائیں

07949933068

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کینیا (مشرقی افریقہ) میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

ایلڈوریٹ میں مشن کا سنگ بنیاد، شیانڈا میں احمدیہ میڈیکل سنٹر کا سنگ بنیاد، کسوموں میں ورود مسعود، تقریب آمین، استقبالیہ تقریب

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ مشرقی افریقہ کی رپورٹ میں یکم مئی 2005ء کی رپورٹ کسی وجہ سے ہمیں مکمل نہیں مل سکی تھی۔ چنانچہ الفضل انٹرنیشنل کے ایک گزشتہ شمارہ میں پورے دن کی مصروفیات کی رپورٹ شائع نہیں ہوئی۔ اب مکمل رپورٹ ملی ہے جو ھدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

یکم مئی بروز۔ اتوار 2005ء

Srikwa Hotel کے ایک ہال میں نماز فجر کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی ہال میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔

ایلڈوریٹ میں مشن کا سنگ بنیاد

پروگرام کے مطابق آج ایلڈوریٹ (Eldorat) میں مشن ہاؤس کے سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد Shianda اور پھر وہاں سے کسوموں کے لئے روانگی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ صبح دس بجے ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔ دس منٹ کے سفر کے بعد احمدیہ مسجد ایلڈوریٹ پہنچے۔ یہاں نئی جماعت بنی ہے۔ احباب نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ یہاں مسجد کے ساتھ ایک دفتر بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ حضور انور نے اس کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد مشن ہاؤس کے سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مسجد کے ہی قطعہ زمین میں یہ مشن ہاؤس تعمیر کیا جا رہا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ حضور انور کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے اینٹ رکھی۔ پھر علی الترتیب امیر صاحب کینیا، مبلغ سلسلہ ایلڈوریٹ، ایڈیشنل وکیل التبشیر، ایڈیشنل وکیل المال، پرائیویٹ سیکرٹری، صدر جماعت ایلڈوریٹ اور وقف نو بچوں کی نمائندگی میں ایک مقامی طفل نے اینٹیں رکھیں۔

اس کے بعد ایریا چیف Mr Mayo اور مقامی جماعت کے سب سے عمر رسیدہ بزرگ مکرم موسیٰ واسے صاحب نے اینٹیں رکھیں۔ آخری اینٹ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیا نے رکھی۔

آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی جس کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس کے بعد حضور انور نے مسجد کے احاطہ میں ایک پودا لگایا اور دعا کروائی۔

سنگ بنیاد کی اس تقریب کے موقع پر بعض سکھ احباب اپنی فیملیز کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ حضور انور کچھ دیر تک ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہومیو پیتھی کتاب سے استفادہ کر کے وہ ہومیو پیتھی علاج بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے ساری کتاب کا مطالعہ کر کے اپنی سہولت کے لئے اپنی زبان میں ڈھالا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہاں کے مبلغ سلسلہ نے ہماری اس معاملہ میں بہت مدد کی ہے اور یہ سب کچھ ہم نے ان سے ہی سیکھا ہے۔ انہوں نے درخواست کی کہ جماعت یہاں ہومیو پیتھی علاج کا انتظام کرے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اب مشن ہاؤس تعمیر ہو رہا ہے انشاء اللہ اس کے ساتھ علاج وغیرہ کی سہولتیں بھی مہیّا ہو جائیں گی۔ انہوں نے اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کی درخواست کی۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ اس کا ترجمہ ہو چکا ہے، شائع ہونے کے بعد دستیاب ہوگا۔ بہت ہی خوشگوار ماحول میں یہ گفتگو ہوتی رہی۔

حضور انور نے ان احباب سے فرمایا کہ آجائیں اب تصویر کھنچوالیں۔ وہ اپنی اس سعادت پر بہت خوش تھے۔ اس کے بعد اس علاقہ کے معلمین نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

اس کے بعد یہاں سے دس بجکر 40 منٹ پر Shianda کے لئے روانگی ہوئی۔ Eldorate سے Shianda کا فاصلہ 150 کلومیٹر ہے۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شیانڈا پہنچے۔

شیانڈا میں احمدیہ میڈیکل سنٹر کا سنگ بنیاد

احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس شیانڈا مین ہائی وے سے اُتر کر کچھ فاصلہ پر ہے۔ خدام حضور انور کے انتظار میں حضور کی تصویر اپنے ہاتھوں میں بلند کئے ہوئے مین ہائی وے پر کھڑے تھے۔ جونہی حضور انور کی گاڑی قریب پہنچی تو انہوں نے جوش سے نعرے بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ احمدیہ مشن شیانڈا میں اس ریجن کی 23 جماعتوں سے احباب جماعت مرد و خواتین بچے بوڑھے جمع تھے۔ حضور انور کی آمد پر فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ بچیاں استقبالیہ نغمات پڑھ رہی تھیں۔ یہاں کے مبلغ سلسلہ اور صدر جماعت نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

پروگرام کے مطابق یہاں سب سے پہلے ''احمدیہ میڈیکل سنٹر'' کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔ حضور انور نے میڈیکل سنٹر کا نقشہ ملاحظہ فرمایا اور اس تعلق میں ڈاکٹر لئیق احمد انصاری صاحب سے مختلف امور دریافت فرمائے اور موقع پر ہدایات دیں۔ سنگ بنیاد کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد حضور انور نے پہلی بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ حضور انور کے بعد حضرت بیگم صاحبہ نے اینٹ رکھی۔ اس کے بعد علی الترتیب امیر جماعت کینیا، ایڈیشنل وکیل التبشیر، ایڈیشنل وکیل المال، پرائیویٹ سیکرٹری، انچارج معلم شیانڈا، صدر جماعت شیانڈا، صدر خدام الاحمدیہ کینیا اور صدر لجنہ اماء اللہ کینیا نے اینٹیں رکھیں۔ وقف نو بچوں کی نمائندگی میں عزیزہ ناصرہ نے اینٹ رکھی۔ سنگ بنیاد کی اس تقریب کے موقع پر ڈسٹرکٹ کمشنر اور ڈسٹرکٹ آفیسر اور علاقہ کے چیف بھی موجود تھے۔ ان تینوں احباب نے بھی باری باری اینٹیں رکھیں۔ اس کے بعد عبدالکریم ورجوئی صاحب نے اینٹ رکھی۔ یہ صاحب پرانے بزرگ احمدی ہیں اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھے ہوئے ہیں۔ آخری اینٹ ڈاکٹر لئیق انصاری صاحب نے رکھی۔ آخر پر حضور نے دعا کروائی اور یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور نے مشن ہاؤس کے احاطہ میں تعمیر شدہ نرسری سکول کا معائنہ فرمایا۔

مسجد کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ شیانڈا کا موجودہ میڈیکل سنٹر ہے۔ حضور انور اس کے معائنہ کے لئے بھی تشریف لے گئے اور اس کے مختلف شعبے دیکھے اور موقع پر ڈاکٹر لئیق احمد انصاری صاحب سے بعض امور دریافت فرمائے اور ہدایات دیں۔ اب یہاں وسیع و عریض میڈیکل سنٹر کے قیام سے انشاء اللہ اس سارے علاقہ کو علاج کی بہتر سہولت میسر ہوگی۔

کلینک کے معائنہ کے بعد حضور انور نے احمدیہ مسجد شیانڈا میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

کسوموں میں ورود مسعود

دو بجکر 40 منٹ پر یہاں سے کسوموں (Kisumu) کے لئے روانگی ہوئی۔ شیانڈا سے کسوموں کا فاصلہ 80 کلومیٹر ہے۔ حضور انور کا کسوموں میں ورود مسعود چار بجے سہ پہر ہوا۔ پروگرام کے مطابق حضور انور سیدھے امپیریل ہوٹل پہنچے جہاں جماعت نے حضور انور کے استقبال اور قیام کا انتظام کیا ہوا تھا۔ جونہی حضور انور کی گاڑی ہوٹل کے سامنے پہنچی تو ریجنل مبلغ محمد افضل ظفر صاحب نے لوکل و ریجنل مجلس عاملہ، معلمین اور دیگر معززین کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور کی آمد پر احباب جماعت مرد اور عورتیں نیز بچے بچیاں دو رویہ کھڑے ہو کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے۔ بچیاں خوبصورت لباس میں ملبوس استقبالیہ نغمے پڑھ رہی تھیں۔ وہ یہ نغمے اردو، سواحیلی اور عربی زبان میں پڑھ رہی تھیں۔ جب افریقن بچیاں اردو زبان میں خوش الحانی سے ترنم کے ساتھ نظمیں پڑھ رہی تھیں تو بہت خوش کن منظر تھا۔ خواتین بھی خوشی و مسرت سے والہانہ انداز میں نعرے لگا رہی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ ہلا کر سب کے نعروں کا جواب دیا اور پھر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

شام چھ بجکر 50 منٹ پر حضور انور ہوٹل سے احمدیہ مسجد کسوموں کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں کسوموں شہر اور ریجن کی دوسری جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت مرد و خواتین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا والہانہ استقبال کیا۔ اھلاً وسھلاً و مرحبا کی آوازیں ہر طرف سے آرہی تھیں، سبھی کے چہروں سے خوشی و مسرّت عیاں تھی۔ یہ سبھی وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی زندگیوں میں پہلی مرتبہ حضور انور کے چہرہ مبارک کو اپنے سامنے دیکھا تھا۔ آج ان کا پیارا آقا ان میں موجود تھا۔ سبھی کے ہاتھ بلند تھے اور والہانہ طور پر نعرے لگا رہے تھے۔

نمازوں کی ادائیگی سے قبل حضور انور نے احباب جماعت سے دریافت فرمایا کہ یہاں سب سے پرانے احمدی کون سے ہیں۔ حضور انور کا یہ ارشاد سُن کر ایک معمر بزرگ اسحاق اوریاھا صاحب آگے آئے اور حضور انور کے دریافت کرنے پر بتایا کہ انہوں نے 1952ء میں مکرم مولانا محمد منور صاحب مرحوم کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ حضور انور نے ان سے ان کے بچوں کے بارہ میں دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ وہ سب اللہ کے فضل سے احمدی ہیں۔

حضور انور نے ان سے فرمایا کہ کیا کوئی اور بھی پُرانے احمدیوں میں سے موجود ہے تو انہوں نے بتایا کہ ایک خاتون موجود ہیں۔ اس خاتون نے 1953ء میں بیعت کی تھی۔ اب کسوموں اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں نیانزا ریجن میں زیادہ تر نئے احمدی ہیں۔

تقریب آمین

اس کے بعد حضور انور نے سات بجے مسجد احمدیہ میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کے بعد دو بچیوں عزیزہ سائرہ لئیق بنت ڈاکٹر لئیق احمد انصاری صاحب و عزیزہ عطیۃ المنعم بنت محمد افضل ظفر صاحب مبلغ سلسلہ کسوموں ریجن کی تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور نے ان دونوں بچیوں سے قرآن کریم سُنا اور پھر دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے ازراہ شفقت محمد افضل صاحب مبلغ سلسلہ کسوموں کے گھر (جو مسجد کے احاطہ میں ہی تھا) تشریف لے گئے۔ اس کے بعد واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

استقبالیہ تقریب

اسی ہوٹل میں جماعت نے ایک Reception (عشائیہ) کا اہتمام کیا تھا۔ پروگرام کے مطابق رات آٹھ بجکر 20 منٹ پر حضور انور اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

حضور انور کی آمد سے قبل مہمان حضرات ہال میں تشریف لا چکے تھے۔ بعض مہمان حضور انور کے انتظار میں ہال کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ جونہی حضور انور تشریف لائے تو انہوں نے اپنا تعارف کروانے کے ساتھ شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ان لوگوں میں کسوموں شہر کی میئر، کسوموں ایسٹ کے ممبر پارلیمنٹ Hon.Mr.Gov Songo اور کسوموں ویسٹ کے ممبر آف پارلیمنٹ Hon.Reukenn O.Nyagudi اور سابق میئر کسوموں شکیل احمد شبیر صاحب اور دیگر گورنمنٹ افسران بھی شامل تھے۔

اس تقریب کا آغاز 8:30 بجے قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو خواجہ مظفر احمد صاحب مبلغ سلسلہ زمبابوے نے کی۔ اس کے بعد صدر جماعت کسوموں نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا اور حضور انور کی کسوموں شہر میں تشریف آوری پر احباب جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

کھانے کے بعد مہمان حضرات باری باری حضور انور سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔ حضور انور ان سے ملاقات کے ساتھ ساتھ گفتگو بھی فرماتے رہے۔

ان لوگوں میں Dr. Angawa Francis ڈین آف فیکلٹی آف آرٹ اینڈ سوشل سروسز Masino University اور شعبہ ریلیجن اینڈ فلاسفی کی Sussy.G.Kingat صاحبہ، ڈاکٹر سوریش نہرا صاحب میڈیکل سپرینٹنڈنٹ نیانزا جنرل ہسپتال کسوموں، چیف قاضی کسوموں ریجن ابوبکر صاحب، میجر ڈیوڈ اوکاتھ صاحب انچارج سالویشن آرمی چرچ کسوموں، کاپٹک چرچ کسوموں کے بشپ اور Mr.Ali Boya ریجنل مینیجر ٹیلی کام نیانزا ریجن شامل تھے۔ اس کے علاوہ اس تقریب میں ریجنل پوسٹل مینیجر نیانزا ریجن، پراونشل ڈائریکٹر آف ایجوکیشن نیانزا، دیگر صوبائی و ضلعی انتظامیہ کے افسران، وکلاء، محکمۂ صحت و تعلیم کے افسران، مقامی کونسلرز، چیفس اور مختلف مذہبی جماعتوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔

رات نو بجکر پچاس منٹ پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ جب حضور انور واپس جانے لگے تو اس وقت بھی مہمانوں کے پاس سے گزرتے ہوئے بعض احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا اور بعض سے گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔۔۔☆☆☆☆☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت صاحبزادہ مرزامبارک احمد صاحب بچپن کے خودنوشت حالات

حضرت صاحبزادہ مرزامبارک احمد صاحب نے اپنے کچھ ابتدائی حالات رقم فرمائے تھے جو روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍اگست ۲۰۰۴ء میں ایک پرانے شمارہ سے منقول ہیں۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ میری پیدائش ۹؍مئی ۱۹۱۴ء کی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا انتخاب برائے خلافت ثانیہ ۱۴؍مارچ ۱۹۱۴ء کو ہوا اور خلافت کی مسند پر تشریف رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کی وجہ سے آپؓ نے میرا نام مبارک احمد رکھا۔

میری والدہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کی بڑی بیٹی تھیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے اولین ساتھیوں میں سے تھے اور لاہور کے ایک امیر اور معزز خاندان کے فرد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کے بعد ان کے خاندان نے ان سے قطع تعلق کر لیا تھا مگر آپ نے اس کی ذرہ بھی پرواہ نہ کی۔ اپنی آمد کا بیشتر حصہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھجوا دیتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے جان نثار خادم اور آپ سے غیر معمولی پیار کا رشتہ تھا۔ جب میرے والد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی شادی کا وقت آیا تو حضرت مسیح موعودؑ نے میری والدہ کا انتخاب فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو میری والدہ سے بے حد پیار تھا۔

میرے نانا جان کے وصال پر حضرت اباجان (حضرت مصلح موعودؓ) نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء کے دوسرے دن اپنی تقریر میں فرمایا: ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ایسے زمانہ میں اور مولویوں کے گھرانہ میں قبول کیا۔ جب انہوں نے ایک دوست سے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سنا تو آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ اتنے بڑے دعویٰ کا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا اور آپ نے بہت جلد حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی۔ حضرت صاحب نے ان کا نام اپنے بارہ حواریوں میں لکھا ہے۔ اور ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لئے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ جب حضرت صاحب کی تحریک آپؓ کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ قریباً 450روپے ملی تھی وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا خدا کا مسیح لکھتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔

یہی حال میری والدہ کا تھا کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے اخبار الفضل جاری کرنے کا فیصلہ فرمایا تو آپؓ کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ ایسے میں میری والدہ حضرت محمودہ بیگمؓ نے اپنے دو زیور پیش کئے جنہیں بیچ کر اخبار جاری کیا گیا۔

میرا بچپن یوں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد میری دادی حضرت اماں جانؓ بہت اداس رہنے لگی تھیں۔ آپؓ کی اولاد آپؓ کا دل بہلانے کی بہت کوشش کرتی مگر آپؓ پر غم اور اداسی کی شدت کم نہ ہوئی۔ آخر حضرت اباجان نے اس کا علاج یوں فرمایا کہ ایک دن میرے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد کا ہاتھ پکڑ کر حضرت اماں جانؓ کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ ناصر احمد آج سے آپؓ کا بیٹا ہے، آپ کے پاس ہی رہے گا، اس کی والدہ کو بھی میں نے کہہ دیا ہے کہ اب تم نے ناصر احمد سے تعلق نہیں رکھنا اب یہ اماں جان کا بیٹا ہے۔ اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ حضرت اماں جان کی اداسی دُور ہوگئی۔ اور دوسری طرف اباجان کی ساری توجہ میری طرف ہوئی اور میری زندگی کا ہر لحہ ان کی زیر سایہ تربیت کا موجب بنا۔ اباجان نے ہر سفر میں بھی مجھے ساتھ رکھا خواہ والدہ ہمراہ نہ ہوں۔

ایک دن میرے ساتھ دو تین لڑکیاں صحن میں ایک گھریلو کھیل کھیل رہی تھیں۔ مجھے کسی بات پر غصہ آیا اور میں نے ان میں سے ایک کے منہ پر طمانچہ مارا۔ عین اسی وقت اباجان نماز پڑھ کر صحن میں داخل ہو رہے تھے۔ آپ نے مجھے طمانچہ مارتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس لڑکی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ مبارک کے منہ پر اسی طرح طمانچہ مارو۔ لڑکی اس کی جرأت نہ کر سکی اور بار بار کہنے کے باوجود اس نے طمانچہ نہیں مارا۔ پھر آپؓ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کا باپ نہیں اس لئے تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ یاد رکھو میں اس کا باپ ہوں۔ اگر تم نے آئندہ ایسی حرکت کی تو میں سزا دوں گا۔ (یہ ایک یتیم لڑکی تھی جس کو اباجان نے اپنی کفالت میں لیا ہوا تھا)۔

اباجان دستر خوان پر بیٹھے ہوئے سب بچوں پر نظر رکھتے کہ ڈش سے کھانا اپنے سامنے والے حصہ سے نکالا ہے یا نہیں۔ لقمہ منہ میں ڈال کر منہ بند کر کے کھانا چبایا ہے یا نہیں، کھاتے وقت منہ سے آواز تو نہیں نکلتی۔ کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ صابن سے دھوئے تھے یا نہیں۔ غرض کوئی پہلو بھی آپؓ کی نظر سے اوجھل نہ تھا۔ بعض دفعہ میں حیران ہوتا تھا کہ خود تو کھاتے ہوئے ڈاک بھی دیکھتے جاتے ہیں۔ خطوط پر نوٹ بھی لکھتے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی لقمہ بھی منہ میں ڈالتے ہیں۔ نظر بھی نیچی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ہماری ہر حرکت پر بھی نظر ہے۔ بہت کم خوراک تھی۔ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ آپ اتنا کم کھاتے ہیں، میں بھی کم کھانا کھایا کروں۔ میں نے آدھا پھلکا کھانا شروع کیا۔ ایک دن فرمایا: میں ایک ماہ سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت کم کھانا کھاتے ہو، تم ابھی بچے ہو، تمہاری نشوونما کی عمر ہے اس عمر میں پیٹ بھر کر کھانا چاہئے۔ تمہارے پر بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ ان کو کیسے اٹھا سکو گے؟

میری تعلیم کی ابتدا پرائمری سکول سے ہوئی۔ پہلی کلاس سے ہی سکول گھوڑے پر سوار ہو کر جاتا تھا۔ ایک دن لڑکوں کے شور مچانے پر گھوڑا بدک گیا اور سرپٹ دوڑا۔ ایک جگہ میں کاٹھی سے پھسل کر اینٹوں کے ڈھیر پر جاگرا اور بے ہوش ہو گیا۔ سر پر شدید چوٹیں آئیں، نظر آنا بند ہو گیا۔ ماموں جان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کو قادیان بلوایا گیا۔ اباجان نے ماموں جان سے پوچھا کہ کیا اس کی بینائی واپس آجائے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے۔ یہ سن کر میں نے رونا شروع کر دیا تو اباجان نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ شفا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ چند دن بعد ہی میں صحت یاب ہو گیا لیکن اس حادثہ کے بعد مجھے گھوڑے پر سوار ہو کر سکول جانے سے منع نہیں کیا تاکہ کسی قسم کی بزدلی پیدا نہ ہو۔

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

چار کلاسیں مکمل کرنے کے بعد مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروا دیا گیا جہاں انگریزی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ ایک دن کھانے پر بیٹھے ہوئے انگریزی اخبار پڑھتے ہوئے مجھے کہا کہ انگریزی زبان پر عبور بھی ضروری ہے۔ تم کو کھیلوں میں دلچسپی ہے تم اخبار کے کھیلوں والے صفحہ کو پڑھنا شروع کر دو اور پھر آہستہ آہستہ اخبار کی باقی خبریں بھی پڑھنی شروع کر دینا۔ مجھ سے ہر روز سوال کرتے کہ آج اخبار میں کونسی کھیلوں کا ذکر ہے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ چند ماہ میں ہی آپ کو تسلی ہو گئی کہ اخبار اچھی طرح پڑھ لیتا ہوں اور سمجھ لیتا ہوں۔

ایک دن پوچھا کہ تمہیں کونسی ناولیں پڑھنے کا شوق ہے۔ میں نے کہا جاسوسی کی۔ یہ سن کر آپؓ نے اپنے ذاتی لائبریرین سے کہا کہ مَیں اُن سے اپنی پسند کی کتابیں لے آیا کروں گا اور پڑھ کر واپس کر دیا کروں گا۔ آپؓ کی لائبریری میں سب علوم کی کتب موجود تھیں۔ جوں جوں انگریزی زبان میں ترقی کرتا گیا، مختلف علوم کی کتب پڑھنی شروع کر دی۔ میرے پسندیدہ مضمون تاریخ، پولیٹیکل سائنس اور فلاسفی تھے۔

ہر سال جلسہ سالانہ کے بعد آپؓ دواڑھائی ہفتہ کے لئے بیاس دریا پر شکار کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جلسہ کی مصروفیات جو روزانہ 19 گھنٹے سے کم نہ ہوتی تھیں کا تقاضہ تھا کہ کچھ آرام اور صحت مند تفریح بھی ہو جائے۔ ایک دن آپؓ کی طبیعت کچھ خراب تھی۔ آپؓ نے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ کے ساتھ مجھے شکار پر بھیج دیا۔ ہم کشتی میں سوار تھے کہ ہمارے اوپر سے دو بڑی مرغابیاں اڑیں۔ میں نے ڈاکٹر صاحبؓ کو کہا کہ اگر آپ دونوں کو گرالیں تو مَیں آپ کو ایک روپیہ انعام دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے دونوں کو گرا لیا۔ شام تک مَیں اپنا وعدہ بھول گیا مگر ڈاکٹر صاحب بھولنے والے نہ تھے۔ دو تین دن کے بعد اباجان سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپؓ جب گھر میں تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ تم نے ڈاکٹر صاحب سے جو وعدہ کیا تھا پورا نہیں کیا، یہ جائز نہیں۔ یا وعدہ نہ کرو یا پھر اس کو پورا کرو۔ اسی وقت اپنی جیب سے ایک روپیہ نکال کر مجھے دیا کہ ابھی جا کر ڈاکٹر صاحب کو یہ دیدو۔

ابّاجان نے ہر سفر میں مجھے اپنے ساتھ رکھا۔ مولوی فاضل کے امتحان مارچ میں ہوتے تھے۔ جب میں نے امتحان دینا تھا تو بھی مجھے وہاں بلالیا لیکن میرے خیمہ میں آرام اور پڑھائی کے لئے سب سامان مہیا فرما دیا۔ اگلے دن جب مَیں کشتی میں لیٹ کر سو گیا تو ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ نے مجھے جگانے کی کوشش کی اس پر ابّاجان نے فرمایا کہ ساری رات پڑھتا رہا ہے اس کو نہ جگائیں۔ دراصل اباجان بھی رات گئے تک دفتری کام کرتے تھے، اسی لئے میرے دیر تک پڑھنے کا آپؓ کو علم تھا۔ ڈاک قادیان سے روزانہ آتی تھی۔ دن کو اگر شکار کیلئے تشریف لے جاتے تو رات کا بیشتر حصہ جماعتی کام میں صرف ہوتا۔

(آئندہ شمارہ میں جاری ہے)

ماہنامہ "خالد" ربوہ ستمبر ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم چودھری محمد علی صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار پیش ہیں:

آج کا دن طویل تھا کتنا
آج برسوں کے بعد شب کی ہے
رنگ لا کر رہے گی بالآخر
جو صدا ہم نے زیرِ لب کی ہے
کون ہے جو نہیں اسیر اس کا
عشق تقصیر ہے تو سب کی ہے
جب بھی چاہا اُسی کو چاہا ہے
اک یہی بات ہم میں ڈھب کی ہے
وہی ہوگا جو اس کو ہے منظور
یعنی مرضی جو میرے ربّ کی ہے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday , June 17, 2005 | Issue No. 24

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

صدر مملکت تنزانیہ کے ساتھ ملاقات ۔موروگورو میں ورود مسعود ،احمدیہ مشن ہاؤس کی نئی عمارت کا افتتاح ،جامعہ احمدیہ ،احمدیہ میڈیکل سنٹر اور احمدیہ ہسپتال KIHONDA کا معائنہ ۔طلباء جامعہ احمدیہ سے خطاب ،نیشنل مجلس عاملہ اور لجنہ کی عاملہ کے ساتھ میٹنگز میں کام کا جائزہ اور تفصیلی ہدایات ۔

موروگورو اور ڈڈومہ میں استقبالیہ تقریبات میں شمولیت ۔CHALINZE میں مسجد کا افتتاح ۔مبلغین اور معلمین کے ساتھ الگ الگ میٹنگز میں کارکردگی کا جائزہ اور اپنے علاقوں کی جماعتوں سے روابط کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے اہم ہدایات ۔ڈڈومہ میں پریس اور میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ ملاقات اور ان کے سوالات کے جوابات ۔کینیا سے یوگنڈا کے لئے روانگی

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر ۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

14 /مئی بروز ہفتہ 2005ء

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'احمدیہ مسجد سلام' میں پڑھائی۔

صدر مملکت تنزانیہ کے ساتھ ملاقات

صبح آٹھ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور صدر مملکت تنزانیہ His Excelency WiLiam Mkapa سے ملاقات کے لئے سٹیٹ ہاؤس تشریف لے گئے ۔صدر مملکت سے یہ ملاقات بیس منٹ تک جاری رہی ۔اس ملاقات کے دوران بہت خوشگوار ماحول میں باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوئی ۔صدر مملکت نے حضور انور کو تنزانیہ آمد پر خوش آمدید کہا اور نیک جذبات کا اظہار کیا۔صدر مملکت نے جماعت احمدیہ تنزانیہ کی تعریف کی اور جماعت کی خدمات کو سراہا اور جماعت احمدیہ کے سلوگن Love For All Hatred For None کا بھی ذکر کیا اور جماعت احمدیہ کے کردار کی تعریف کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی اور طبّی میدان میں جماعت کی طرف سے کی جانے والی خدمات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ Remote ایریا میں جہاں طبّی سہولتیں مہیّا نہیں ہیں وہاں خدمت کے لئے ہم تیار ہیں۔

صدر مملکت نے ملک تنزانیہ کی آزادی کے حوالہ سے ایک مخلص احمدی دوست مکرم شیخ امری عبیدی صاحب مرحوم کی خدمات کا ذکر کیا۔صدر نے کہا کہ آپ کی جماعت بڑی پُرامن ہے اور خاموشی کے ساتھ بہت اچھا کام کر رہی ہے۔حضور انور نے ملک میں مواصلات کا نظام اور زراعت کے حوالہ سے بھی صدر مملکت سے گفتگو فرمائی۔ آخر پر حضور انور نے کہا کہ آپ کا شیڈول Tight ہے میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔تو اس پر صدر مملکت نے کہا۔نہیں It is my Pleasure۔ یہ میرے لئے سعادت ہے ۔آخر پر حضور انور نے صدر مملکت کو ایک یادگاری شیلڈ پیش کی۔

صدر مملکت سے ملاقات کے بعد حضور انور واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

موروگورو میں ورود مسعود

پروگرام کے مطابق دس بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دارالسلام سے موروگورو کے لئے روانہ ہوئے۔ دارالسلام سے موروگورو کا فاصلہ 200 کلو میٹر ہے ۔اس سارے سفر کے دوران پولیس نے Escort کیا۔قریبًا پونے ایک بجے حضور انور موروگورو پہنچے۔موروگورو میں حضور انور کا قیام Oaisis Hotel میں تھا ۔یہاں جماعت نے حضور انور کا والہانہ استقبال کیا۔ہوٹل کی طرف جانے والی سڑکوں پر استقبالیہ بینرز لگائے گئے تھے ۔ہوٹل کے مین دروازہ پر 'Hazrat Mirza Masroor Ahmad You are Most Welcome' کے الفاظ پر مشتمل بینر لگا ہوا تھا ۔ہوٹل میں مقیم آنے جانے والے مسافروں کی نظر اس پر پڑتی تھی۔

جب حضور انور ہوٹل پہنچے تو جماعت موروگورو ریجن کے مبلغ سلسلہ مکرم ارشاد انور صاحب نے صدر جماعت موروگورو ، ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر موروگورو اور بعض جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔حکومت کی طرف سے ریجنل کمشنر اور ریجنل چیئر مین آف دی رولنگ پارٹی نے حضور انور کا استقبال کیا اور موروگورو آمد پر حضور انور کو خوش آمدید کہا اور نیک جذبات کا اظہار کیا ۔اس کے علاوہ استقبال کرنے والوں میں اسماعیلی کمیونٹی کے چیئر مین، ہندو کمیونٹی کے چیئر مین، Bohra (بوہرہ) کمیونٹی کے امیر اپنے وفد کے ساتھ، سکھ کمیونٹی کے چیئر مین اور دیگر معززین شہر شامل تھے۔حضور انور نے ان سبھی احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ موروگورو اپنی چند ممبرات کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کے استقبال کے لئے موجود تھیں ۔بچیاں خوبصورت لباس میں ملبوس اردو اور سواحیلی زبان میں استقبالیہ نغمات پڑھ رہی تھیں ۔بچوں اور بچیوں نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے ۔جماعت احمدیہ موروگورو کی طرف سے صدر جماعت موروگورو نے حضور انور کو سکارف پہنایا ۔جس پر Welcome To Morogoro کے الفاظ درج تھے ۔اور صدر لجنہ موروگورو نے حضرت بیگم صاحبہ کو ایسا ہی سکارف پہنایا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے استقبال کے لئے آنے والے احباب اور مہمانوں کو السلام علیکم کہا اور ان کے خیر مقدمی نعروں کا جواب دیا ۔اس کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

4:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ مسجد موروگورو میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

احمدیہ مشن ہاؤس کی نئی عمارت کا افتتاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں نئی تعمیر ہونے والی احمدیہ مشن ہاؤس کی عمارت کا معائنہ اور افتتاح فرمایا۔اور مشن ہاؤس کی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔

جامعہ احمدیہ کا معائنہ

مسجد کے بیرونی احاطہ میں جامعہ احمدیہ موروگورو کی عمارت ہے حضور انور نے اس کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور طلباء کی رہائش اور کھانے کے تعلق میں مختلف انتظامی امور دریافت فرمائے اور ہدایات سے نوازا ۔جامعہ احمدیہ کی عمارت کے تعلق میں بھی حضور انور نے ہدایات دیں اور جامعہ کا معیار بلند کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

احمدیہ میڈیکل سنٹر کا معائنہ

اس کے بعد حضور انور احمدیہ میڈیکل سنٹر موروگورو کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے ۔یہ میڈیکل سنٹر موروگورو مشن ہاؤس سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔سوا پانچ بجے حضور انور احمدیہ میڈیکل سنٹر پہنچے ۔جہاں ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر موروگورو، ریجنل میڈیکل آفیسر Dr.MASI ،اور میونسپل میڈیکل آفیسر Dr.Mtey نے حضور انور کا استقبال کیا ۔استقبال کرنے والوں میں ہسپتال کا سٹاف بھی موجود تھا۔

حضور انور نے Dr.MASI صاحب سے استفسار فرمایا کہ ہمارا کلینک کیسا چل رہا ہے؟ تو انہوں نے جواباً کلینک کی کارکردگی کو سراہا۔انہوں نے بتایا کہ وہ اور ڈاکٹر انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر ایک دوسرے سے تعاون کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور جب بھی انہیں ضرورت پڑی احمدیہ میڈیکل سنٹر نے اپنی خدمات پیش کیں۔

بعد ازاں حضور انور نے ہسپتال کے مختلف شعبوں Reception، Pharmacy، Consultation Room، ECG اور الٹرا ساؤنڈ کا معائنہ فرمایا اور کلینک کے عملے سے بھی مختلف امور دریافت فرمائے ۔کلینک کی دوسری منزل پر واقع Eye Clinic اور Dental Clinic کا بھی معائنہ فرمایا۔

موروگورو میں یہ احمدیہ بلڈنگ وسیع و عریض حصہ پر مشتمل ہے جس کے ایک حصہ میں کلینک واقع ہے اور بلڈنگ کا ایک حصہ ایسا ہے جو قابل مرمت ہے اور بلڈنگ کے ایک حصہ پر کرایہ دار قابض ہے ۔حضور انور نے ان حصوں کا بھی جائزہ لیا اور ڈاکٹر MASI سے دریافت فرمایا کہ وہ اس سلسلہ میں کیا مدد کر سکتے ہیں تا کہ کرایہ داروں سے جگہ خالی کروا کر اس کلینک کو مزید وسعت دی جا سکے اور اسے IN Door بنایا جا سکے ۔اس پر ڈاکٹر MASI ریجنل میڈیکل آفیسر نے یقین دہانی کروائی کہ وہ اس سلسلہ میں ڈاکٹر انچارج سے مل بیٹھ کر کوئی لائحہ عمل طے کریں گے۔

حضور انور نے بلڈنگ کے خراب حصے کو جلد مرمت کرنے کی ہدایت فرمائی اور اس بارہ میں بعض انتظامی ہدایات دیں۔

معائنہ کے آخر پر حضور انور کے ساتھ کلینک کے سٹاف نے تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی ۔حضور انور نے وزیٹر بک پر ذیل کی عبارت تحریر فرمائی ۔اور اپنے دستخط ثبت فرمائے۔

Masha Allah ,The Doctor and the staff are doing well. Allah give them reward for their services they are rendering for the poor people of the Area .

آخر پر یہاں سے روانگی سے قبل حضور انور نے ریجنل میڈیکل آفیسر اور میونسپل میڈیکل آفیسر کا شکریہ ادا کیا۔

احمدیہ ہسپتال Kihonda کا معائنہ

اس کے بعد حضور انور احمدیہ ہسپتال Kihonda کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے ۔یہ ہسپتال موروگورو سے ڈڈومہ جانے والی ہائی وے سے ذرا ہٹ کر 7 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے ۔جب حضور انور ہسپتال پہنچے تو ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر رفیع احمد صاحب نے اپنے سٹاف کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے ۔ڈاکٹر رفیع احمد صاحب چند روز قبل مجلس نصرت جہاں کے تحت پاکستان سے تنزانیہ پہنچے تھے اور دو روز قبل انہوں نے اس ہسپتال کا چارج سنبھالا تھا۔

ہسپتال کے بیرونی احاطہ میں اس علاقہ کے احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا اور بچیوں نے کورس کی شکل میں استقبالیہ نغمات

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں